بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Islamabad, the 9th July, 1985.

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at 9.00 a.m, Mr. Chairman (Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ
اَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی تھی۔ سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا ہے اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔ اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں اور ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Islamabad, the 9th July, 1985.

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at 9.00 a.m, Mr. Chairman (Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ
اَجَلُهُمْ ط فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط كَذٰلِكَ
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں
جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی تھی۔ سو جن لوگوں کو ہم
سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں۔
اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں)
ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو
(بے لحاظ ہو جاتا ہے اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے
پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے
اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔ اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو
جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں اور ان کے پاس پیغمبر
کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگاروں
کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں
خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

جناب چیئرمین :۔ جیسا کہ کل فیصلہ ہوا تھا آج کے اجلاس میں وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔

ایک معزز رکن : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! اخبارات میں ایسی خبروں کو زینت بنایا جاتا ہے کہ دلہن اپنے میکے اس لئے نہیں گئی کہ اس سے "اندھیرے اجالے" کا پروگرام مس ہو رہا تھا۔ لیکن کل اہم سوالات وجوابات جو اس ایوان میں کئے گئے ان کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ لہٰذا میں استدعا کروں گا کہ وہ سوالات وجوابات کے لئے بھی اپنے اخبار میں کچھ گنجائش رکھا کریں۔

جناب چیئرمین : اس استدعا میں، میں بھی آپ کے ساتھ شریک ہوں لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اور اگر ہے بھی تو اس پر کئی دفعہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ جہاں تک میڈیا کا تعلق ہے جب تک وہ حقائق کو مسخ کر کے پیش نہیں کرتے یہ ان کی مرضی پر ہے کہ وہ جو چاہیں چھاپیں یا نہ چھاپیں۔ جب ہم آزادیٔ پریس کی بات کر رہے ہیں تو یہ بھی ان کو آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ کیا چھاپیں اور کیا نہ چھاپیں۔ کل بھی اس پر ایک رولنگ دی گئی تھی۔ استحقاق کی تین تحریکیں ہیں ان کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام پر ہے۔

PRIVILEGE MOTIONS

PRIVILEGE MOTION *RE*: CHALLENGING THE RULLING OF THE CHAIR

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میری تحریک کا متن یہ ہے "میں نے اپریل میں ایک سوال کا نوٹس دیا تھا جو درج ذیل ہے " کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے دنوں حکومت پاکستان کی طرف سے جس اعلیٰ سطحی وفد نے برما کا دورہ کیا تھا اس کے اراکین نے بدھ مذہب کے " شویراگون پگوڈا " یعنی سنہری مندر میں ایک مورتی پر پھول چڑھائے اور خواہشات کی گھنٹی بجائی، اگر یہ صحیح ہے تو کیا فاضل وزیر صاحب بتائیں گے کہ اراکین وفد کا یہ فعل ایک اسلامی مملکت کے ذمہ دار عہدیداران ہونے کی حیثیت سے عقیدہ اسلام کی کس حد تک ترجمانی کرتا ہے۔ مجھے سینٹ سیکرٹریٹ کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے کہ میرا یہ سوال قاعدہ ۴۵ میں شق ۴، اور ۱۷کی (اے) اور (ڈی) کے

تحت رد کر دیا گیا ہے میں نے ان قواعد کا بغور مطالعہ کیا ہے اور ان میں سے کسی قاعدہ کے تحت یہ سوال رد نہیں کیا جا سکتا۔ قواعد کی غلط تشریح کے تحت میرے سوال کو رد کر کے میرے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے۔ ازراہ کرم ایوان میں اس پر غور کیا جائے"

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں کل بھی اس نوعیت کی ایک تحریک استحقاق ایک معزز رکن نے ایوان میں پیش کی تھی۔ اس کو جیسا کہ آپ حضرات کو یاد ہو گا مسترد کرنا پڑا۔ اس بنا پر کہ چیئرمین یا پریذائیڈنگ آفیسر کا فیصلہ ان امور میں چیلنج نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے کسی کے استحقاق کا حق مجروح ہوتا ہے یا اس کے مجروح ہونے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ دنیا کے تمام جمہوری اداروں میں ایک تسلیم شدہ امر ہے میں کسی ایسی روایت کی بنیاد ڈالنا پسند نہیں کروں گا جس سے اس روایت سے انحراف کا راستہ کھلے۔ ایک وہ چیز جسے براہ راست تو ایوان میں نہیں لایا جا سکتا تھا۔ اسے تحریک استحقاق کی صورت میں ایوان میں لے آئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اسے مسترد کرنا پڑ رہا ہے۔ پہلے دن آپ حضرات کو دعوت دی تھی کہ اگر چیئرمین کے فیصلے کے خلاف کسی کو کوئی شکایت ہے تو وہ ہر وقت میرے گھر پہ، میرے چیمبر میں آ سکتے ہیں اور ان کو وضاحت کی جائے گی۔ لیکن چیئرمین کے رولنگ سے نہ کسی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور نہ مجروح ہونے کا سوال اٹھتا ہے۔ تحریک مسترد کی جاتی ہے۔

جناب اقبال احمد خان :- پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین :- جی فرمایئے؟

جناب اقبال احمد خان :- جناب والا! یہ جو رولنگ آپ نے ابھی دی ہے۔ پارلیمانی تحریک میں اس قسم کی رولنگ موجود ہے۔ آئے دن اس قسم کی تحریک استحقاق یا تحریک التواء کے سلسلے میں چیئرمین کے فیصلے کو ہاؤس کے اندر پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ ہاؤس اور چیئرمین کے وقار کے خلاف ہے۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ آپ نے پوری وضاحت سے دو رولنگز اس ہاؤس میں دے دی ہیں۔ آئندہ اگر اس قسم کی رولنگ آئے تو اس کا فیصلہ چیمبر میں کیا کیجئے گا۔ اس کو ہاؤس کے اندر پیش نہیں کرنا چاہیئے اس سے ہمارے ہاؤس کا وقار مجروح ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین : یہی میرا بھی ارادہ ہے اور آئندہ ایسے ہی ہو گا۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میں صرف یہی گزارش کر رہا تھا کہ بحیثیت چیئرمین اور بحیثیت آپ کی شخصی قابلیت اور خدمات کے ہمارے دل میں بے حد احترام ہے۔ آپ یہاں ہماری دادرسی کے لئے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کبھی اگر آپ کے اقدامات کے ضمن میں ہمیں دادرسی کی ضرورت پڑے تو کہاں جائیں۔ یہ تو وہی بات ہے۔

ہم نے سوچا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا

جناب چیئرمین : وہ کسی کا چاہنے والا نہیں ہے لیکن خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے یہ صوابدید عدالت کی ہوتی ہے جس کو آپ اختیار دیتے ہیں اور وہ صحیح فیصلہ بھی کر سکتی ہیں۔ قانوناً اور غلط فیصلہ بھی کر سکتی ہیں اور قانون کی وضاحت میں اگر بفرض محال عدالت کا غلط فیصلہ بھی ہے تو وہ بھی قابل قبول ہونا چاہیئے۔ یہی اصول ہے تمام دُنیا کا اور اسی پر ہم چلتے رہیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۹، جناب سمیع الحق صاحب !

PRIVILEGE MOTION *RE*: CHALLENGING THE RULLING OF THE CHAIR

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین ! میں نے اپنے سوالات ڈائری نمبر ۲۲ اور ڈائری نمبر ۲۶ گروپ ۴ میں ایک قطعی اور مبنی بر شواہد و دلائل مسائل کو اٹھایا تھا کہ قادیانی امتناعی آرڈیننس کے باوجود اپنی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی لکھ رہے ہیں بالخصوص ربوہ میں علی الاعلان ایسا ہو رہا ہے جو آئین و قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح قادیانی ربوہ میں ضیاء الاسلام پریس اور حیات الاسلام پریس جیسے ناموں کے ذریعہ لفظ اسلام استعمال کر رہے ہیں جو قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ جناب چیئرمین : ان سوالات کے رد کر دینے کے سلسلے میں میرے نام چٹھی محررہ ۵/ جولائی میں کہا گیا کہ میرے سوالات مفروضے پر مبنی ہیں۔ جناب چیئرمین ! قطعی سوالات اور شواہد پر مبنی حقائق کو بلا وجہ مفروضہ قرار دے کر میرے استحقاق کو مجروح قرار دیا گیا جبکہ مجھے ایوان میں یا چیمبر میں بلا کر اٹھائے گئے سوالات کے قانونی شواہد پیش کرنے کا موقع دیا جاتا۔ اس لئے میرے استحقاق کا مسئلہ زیر غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین : جہاں تک آپ کی تحریک کا تعلق ہے اس پر وہی فیصلہ ہے جو ابھی مولانا کوثر نیازی صاحب کی تحریک استحقاق پر ہوا تھا۔ باقی آپ کو بھی وہی دعوت ہے، جو میں نے مولانا صاحب کو دی ہے کہ اگر آپ اس کے پورے وجوہ کو سمجھنے کی آرزو رکھتے ہیں تو بسر و چشم جس وقت آپ کو فرصت ہو میرے پاس چیمبر میں تشریف لے آئیں یہ مسئلہ یہاں پہ ڈسکس نہیں ہو سکتا۔

مولانا سمیع الحق : جناب والا "مفروضہ" کہا گیا ہے۔ باہر ایک قطعی چیز موجود ہے اس کو آپ کیسے مفروضہ کہہ سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین : وہ بھی آپ کو سمجھا دیں گے۔ لیکن سوال صرف مفروضے کا نہیں تھا۔ آپ نے یہ کہاں سے لیا اس میں اور بھی بہت ساری وجوہ تھیں جن کی بناء پر اس کو مسترد کرنا پڑا۔ مجھے وہ وجوہ یاد ہیں۔ لیکن اس پر اب اور بات نہیں ہو سکتی اور مجھے افسوس یہ آؤٹ آف آرڈر قرار دینا پڑ رہا ہے۔

مولانا سمیع الحق : جناب مفروضے کا مطلب ہے "من گھڑت"۔ اردو میں اس کو "من گھڑت" کہتے ہیں جو جھوٹ ہو، تو مجھے جھوٹا قرار دیا گیا ہے۔ اس کا فیصلہ ایوان سے کرائیں، سینٹ سے کرائیں، دو ممبران کو ابھی بھیج دیں یہاں سے، میں ابھی ثابت کرا سکتا ہوں مری روڈ پر یہ کلمہ طیبہ لکھا ہے یا نہیں اور ضیاء الاسلام پریس ہے یا نہیں۔ یہ تو جناب آسان بات ہے۔ یہ "مفروضہ" تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جہاں آپ مفروضے کی اتنی لمبی چوڑی وضاحت دیتے ہیں تو مجھے آپ کے دماغ کی صلاحیتوں کی داد دینی پڑے گی کہ اس کو اتنا طول دے سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق : جناب "مفروضہ" عربی لفظ ہے، جس کا مطلب ہے فرض کیا گیا۔ اس کا ترجمہ کیا ہے "من گھڑت" مولانا کوثر نیازی صاحب ادیب ہیں ان سے آپ پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین : یہ بالکل غلط ترجمہ ہے "من گھڑت" کا۔ مفروضہ فرض کئے ہوئے کو کہتے ہیں کہ یہ فرض کیا گیا ہے کہ یہ چیز ایسی ہے۔

مولانا سمیع الحق : بالکل صحیح ترجمہ ہے۔ من دل کو کہتے ہیں۔ دل میں گھڑ لیا گیا۔

جناب چیئرمین : وہ غلط ہے بہر حال تحریک استحقاق کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جاتا ہے۔

مولانا سمیع الحق : باہر ایک واقعہ موجود ہے ۔ یہ میرا سوال ہے کہ یہ استحقاق ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین : میرے نوٹس میں یہ لایا گیا ہے کہ کوئی ایک اور سوال ایک دوسرے ضمن میں آچکا ہے لیکن یہ موشن جو آپ کا تھا اس کو بڑے غور سے میں نے دیکھا ہے ۔ کوئی بھی چیز جو آپ کے پاس آتی ہے وہ بغیر سوچے سمجھے کے نہیں آتی۔

مولانا سمیع الحق : جناب یہاں "مفروضے" کا حوالہ صرف دیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو "مفروضے" کا ترجمہ بھی بتا دوں گا کہ فرض کرنا کس کو کہتے ہیں۔ مفروضہ کا اگر آپ صحیح ترجمہ کریں، اگرچہ یہ ہاؤس کے وقت کا ضیاع ہے ۔ مفروضہ کے معنی ہیں فرض کیا ہوا ، فرض یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ چیز ہو جائے تو پھر کیا ہو گا مفروضہ ssumption, Presumption, Stipulation کے مترادف ہے اگر یہ ہوتا ہے تو وہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے ۔ بہر حال موشن آؤٹ آف آرڈر ہے۔

مولانا سمیع الحق : جناب یہی ترجمہ ہے کہ کوئی چیز موجود نہیں ہے میں فرض کر لیتا ہوں کہ ایسا ہے۔

جناب چیئرمین : "من گھڑت" نہیں ہے وہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقوعہ ابھی ہوا نہیں ہے یہ واقعہ وقوع پذیر ہو سکتا ہے لیکن ابھی واقعہ نہیں ہوا اس کو بھی مفروضہ کہتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق : جناب واقعہ موجود ہے ۔ میں نے لکھا ہے کہ پریس ہے چل رہا ہے ۔ اخبار چھپ رہا ہے ۔

جناب چیئرمین : اس میں اب مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے وہ وجوہات آپ کو بتا دیتے ہیں اگر آپ کی خواہش ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی تحریک ہے ملک فرید اللہ خان صاحب کی، وہ اپنی تحریک پڑھیں۔

PRIVILEGE MOTION *RE*: ELECTION OF SENATORS FROM N.W.F.P.

ملک فرید اللہ خان : جناب چیئرمین : میری تحریک استحقاق کا متن یہ ہے ۔

"روزنامہ "نوائے وقت" ۱۴ / مئی ۱۹۸۵ ء کی اشاعت میں میجر حبیب اللہ خان کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے مسٹر گوہر ایوب ایم این اے کے اخباری بیانات کی تائید کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ صوبہ سرحد میں سینٹ کے انتخابات الیکشن نہیں بلکہ سلیکشن تھے اور صوبہ سرحد کے بھائی چارے کے ماحول میں کئے گئے انتخابات گویا صحیح نہیں تھے۔ جناب والا ! مسٹر گوہر ایوب اور میجر حبیب اللہ کے ان بیانات سے صوبہ سرحد کے اراکین سینٹ کا استحقاق مجروح ہوا کیونکہ یہ بیانات اراکین سینٹ صوبہ سرحد کے رکنیت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہیں ۔ میں مستدعی ہوں کہ قواعد وضوابط کے مطابق مسٹر گوہر ایوب ایم این اے اور میجر حبیب اللہ ایم پی اے کے خلاف کارروائی کی جائے جن کے بیانات سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین : کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں ؟

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ یہ میری رائے میں رولز اور ریگولیشنز کے مطابق نہیں ہے ۔ یہ ایڈمیسیبل نہیں لیکن چونکہ مجھے نوٹس ابھی ان کے پڑھنے سے ملا ہے ۔ اس لئے اس کو کل پر پینڈنگ کر دیجئے گا ۔

جناب چیئرمین : ملک صاحب اگر آپ کی اجازت ہو تو یہ کل لے لیں گے کیونکہ وزیر صاحب کو نوٹس نہیں ملا ۔

ملک فرید اللہ خان : ٹھیک ہے جناب ۔ کل لے لیں گے ۔

جناب چیئرمین : تو یہ کل پر رکھ لیتے ہیں ۔ یہاں پہ ایک اعلان کی ضرورت ہے ۔ کچھ اخبارات میں جو میری نظر سے گزرے ہیں سینٹ کی خصوصی کمیٹی میں کل وزیر اعظم صاحب نے جس نئے ممبر کا اضافہ کیا تھا اس کا نام غلط چھپا ہے ۔ انہوں نے جس ممبر کا اضافہ کیا تھا وہ نوابزادہ عنایت خان آفریدی ہیں لیکن چونکہ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ ملک فرید اللہ خان کے ایماء پر یا اس کی تحریک پر وزیر اعظم صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے ۔ پریس میں وہ دو لوں نام غلط ملط ہو گئے ہیں صحیح نام جو تھا جس کا میں نے اعلان کیا تھا وہ جناب عنایت خان آفریدی صاحب کا ہے ۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب آج کے اخبارات میں میرا نام بھی غلط چھپا ہے۔ میرا نام ہے حسین بخش بنگلزئی لیکن میرا نام اخبارات میں اور ٹی وی پر منگلزئی شائع ہوا ہے میں منگلزئی نہیں ہوں بنگلزئی ہوں۔

جناب چیئرمین : میں معافی چاہتا ہوں۔ اور پریس سے درخواست ہے کہ وہ اس غلطی کو صحیح کر دیں۔ تحریک التواء۔ نمبر ۱۸ جو مولانا سمیع الحق کے نام ہے۔

Adjournment motion No. 18 of Maulana Sami-ul-Haq read out on his behalf by Qazi Hussain Ahmad in English:

Qazi Hussain Ahmad: I beg to move:

"That the proceedings of the House be adjourned to consider an issue of national importance. This has come to the notice that the Government is sending Women Hockey, Football or Cricket Team abroad. This step is against the basic ideology of Islamic injunction and the national and Umma traditions. This has created restlessness among the sensitive Muslims of the countries. Therefore, the issue may be discussed in the House."

Mr. Chairman: Is the Motion being opposed?

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Opposed, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I think the Government must make up its mind and it is not for you to ask anybody whether the Motion is opposed. They have to oppose. If they do not oppose it is presumed they do not oppose it.

Mr. Chairman: But it is also my duty to find out exactly what they want.

مولانا سمیع الحق : جناب والا ! یہ اسلامی اہمیت کا معاملہ ہے۔ ہم یہاں اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور اقدامات کر رہے ہیں۔ اور یہ قطعی اور واضح چیز ہے کہ عورت کو مردوں کے بغیر ٹیمیں بنا کر غیر مسلم ممالک میں بھیجنا اور ان کو میدانوں میں کھیلنے کا موقع دینا۔ یہ صریحاً قرآن و سنت ، ہماری قومی اور ملی روایات ، ہمارے عزائم اور ہمارے اعلانات کے خلاف ہے۔ ان باتوں سے واقعتاً عامۃ المسلمین میں بے حد تشویش اور بے چینی پھیلی ہے۔ نہ اسے ہماری قومی اہمیت پر مبنی روایات اور غیرت برداشت کر سکتی ہے۔ اس لئے برائے کرم اس معاملے کو ایوان میں زیر غور

لایا جائے ۔ اخبارات میں اس کے بارے میں خبریں آئی ہیں ۔ یہ وقوع پذیر ہونے والا واقعہ ہے ۔ اور کسی بھی قانونی لحاظ سے یہ مسترد ہونے والا معاملہ نہیں ہے ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: I would make a submission on the question of admissibility. It is not a matter of recent occurrence in the sense that this has been going on for a long time. Therefore, I would submit that it is not admissible as not being a matter of recent occurrence.

Mr. Chairman: Thank you.

جناب اقبال احمد خان : معزز سینیٹر نے جو اعتراض کیا ہے ایک تو میرا یہی ہے کہ رول ۱۷ (سی) کے تحت یہ recent occurrence نہیں ہے اس لئے یہ ایڈمسبل نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ میں رول ۱۷ کا بھی حوالہ دوں گا ۔ ہمارے ملک کے اندر کوئی ایسی پابندی ابھی نہیں ہے ۔ اگر کوئی پابندی لگائی جائے گی تو وہ کسی قانون کے ذریعے سے ہوگی اور اس کا رول ۱۷ ہے ۔

It shall not relate to a matter which can only be remedied by a legislation. So, for these reasons, in my humble view, the Motion is inadmissible.

قاضی حسین احمد : جناب والا یہ recent occurrence کا ہے جاری ہے اور ساری قوم کا اس کے ساتھ تعلق ہے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ . . . .

قاضی عبداللطیف : جناب والا یہ ابھی وقوع پذیر ہونے والا ہے ۔ تو میرے خیال میں حکومت کی جانب سے یہ بات بڑی افسوسناک ہوگی کہ ایک شخص کو صرف اس لئے بٹھا دیا گیا ہو کہ وہ ہر تحریک التوا اور ہر تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا رہے اور یہ کہے میں اس لئے بٹھلایا گیا ہوں ۔

جناب چیئرمین : اس مختصر سی بحث سے تین چیزیں سامنے آئی ہیں ۔ ایک فرمودہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ جاری ہے اگر یہ جاری ہے تو یہ ایک recent occurrence نہیں ہو سکتا ۔ دوسرا جو نظریہ سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ وقوع پذیر ہونے والا واقعہ ہے ، ابھی ہوا نہیں ہے یہ توقع کی بات ہے

یا Stipulation کی بات ہے - تیسری چیز جو سمیع الحق صاحب کے اپنے موشن میں ہی درج ہے - اور اس کا اظہار بھی انہوں نے غالباً کیا - اگر آپ اس کے ٹیکسٹ کو محتاط طریقے سے پڑھیں تو اس میں درج ہے کہ

This step is against the basic ideology and Islamic injunction and the national and umma traditions. This has created restlessness among the sensitive Muslims of the country.

یعنی کہ sensitive مسلم کی حد تک ان کی دلازاری ہوتی ہے - تمام امت عامہ کی یعنی پبلک انٹرسٹ کی یہ بات نہیں ہے -

مولانا سمیع الحق : غیر مسلم تو امت ہی نہیں ہے -

قاضی حسین احمد : اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان sensitive ہے اور حساس ہے -

جناب چیئرمین : مسلم کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا - اس میں آپ کلاس distinction کر رہے ہیں - کچھ عام مسلمان ہیں اور کچھ sensitive مسلمان ہیں جن کا یہ ذکر ہے -

مولانا سمیع الحق : میرے اردو والے الفاظ ایسے نہیں ہوں گے اگر آپ وہ پیش فرما دیں تو بہت مہربانی ہوگی -

جناب چیئرمین : میرے پاس جو کچھ ہے وہ آپ کے سامنے حاضر ہے - اردو آپ ساتھ لے آتے تو اس پر فیصلہ ہو جاتا - مجھے افسوس ہے ان وجوہات کی بنا پر جو وزیر انصاف نے پیش کی ہیں - اس کو آؤٹ آف آرڈر قرار دینا پڑے گا -

مولانا سمیع الحق : جناب والا ! وہ الفاظ حکومت کی طرف سے آجاتے تو وہ زیادہ بہتر تھا - میں اپنے بھائی اقبال صاحب سے پوچھتا ہوں کبھی ہماری بھی تائید کریں گے یا نہیں، آپ ہمارے بھی وزیر قانون ہیں -

ADJOURNMENT MOTION *RE*: WASTAGE OF PETROLEUM GAS

Mr. Chairman: Next Adjournment Motion No. 19 is in the name of Mr. Abdul Majid Qazi.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, I beg to move:

"That the business of the House be adjourned to discuss a serious situation arising out of the flaring and wastage in terms of energical reservation of our own 250 tonnes per day of liquified petroleum gas and flaring of 15 million c.f. of gas of pipeline quality gas per day from various oil producing fields at the current rate of production of our own 33 thousand barrels per day of oil in the country. Consequently, the country is losing in foreign exchange about 25 lakhs per day, i.e. nine crores per annum. As the above quantities would displace 375 tonnes per day of kerosene oil and 366 tonnes per day of furnace oil. These products are in deficit and are being imported in sizeable quantity. The matter is of great public interest".

Mr. Chairman: Is the Motion being opposed?

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو اگر پنڈنگ فرما دیں اور متعلقہ وزیر ۱۱ کو آئیں گے تو وہ اس پر کوئی اظہارِ خیال کر سکیں گے یہ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے۔

Mr. Chairman: Is it acceptable to the honourable Member?

Mr. Abdul Majid Kazi: I have no option. This matter is happening.

Mr. Chairman: We will defer it, till 11th when the Minister in Charge is present.

Next Adjournment Motion is in the name of Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : متن دے دیں۔

ایک معزز رکن : پوائنٹ آف آرڈر، کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ سب کو متن دے دیں تاکہ ان کو بھی تکلیف نہ ہو اور ہم بھی سن لیں۔ سب کو سرکولیٹ کیا جاتے۔ یہ تو کسی کو نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین : تحریک التوا یہاں پر ہی پڑھے جاتے ہیں۔ یہی طریقہ کار ہے۔

ایک معزز رکن : متعلقہ معزز رکن اگر متن مانگتا ہے تو اس کو بھی سپلائی نہیں کیا جاتا۔

جناب چیئرمین : جو موور ہے، سمیع الحق صاحب کا phrase استعمال کرتے ہوئے مفروضہ یہ ہے کہ اس کے پاس اپنا متن ہوگا۔

Prof: Khurshid Ahmad: May I read on his behalf?

Mr: Chairman: Yes.

ADJOURNMENT MOTION *RE*: STUDENTS LEAVING FOR RUSSIA

Prof. Khurshid Ahmad: I beg to move:

"That I want to draw, the attention of the House towards the news which appeared in the Daily 'Mashriq,' Quetta, on 10th of June, 1984, namely, two thousand students of Peshawar are leaving for Russia for higher education on Eid-ul-Fitr and more than two thousand students from different parts of the city are leaving for Afghanistan from where they will be sent to Russia. According to the same circles about four thousand students from NWFP and some other places are getting education in the field of engineering, medicine and other subject at present in Russia. In the USSR the students are provided the facility of free education, free books and free accommodation and all other facilities. The House may consider this and take such steps as would ensure all these facilities in the country that the coming generation become true Muslim and patriotic Pakistani. The leaving of students in bulk will bring a bad name to the country".

جناب چیئرمین : آپ اگر مختصر سی تشریح فرمالیں اور صرف ان امور کو واضح کریں کہ یہ کس طریقے سے فوری اور قومی اہمیت کی حامل ہو سکتی ہے اور کیسے یہ ایڈمیزیبل ہو سکتی ہے۔

جناب عبدالرحیم میر دادخیل : جناب والا ! تعلیمی پالیسی کے فقدان کی وجہ سے ہمارے ملک سے بہت بڑی تعداد میں طلباء بیرونی ممالک میں جاتے ہیں اور بالخصوص اس بارڈر سے جاتے ہیں جہاں ہمارا دشمن ملک ہے اور وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم کو حاصل کرنے کا حق سب کو حاصل ہے لیکن وہ باقاعدہ ویزے اور پاسپورٹ کے ساتھ بیرونی ممالک جائیں اور وہاں تعلیم حاصل کرکے اپنے ملک میں آئیں تاکہ یہ ملک ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاسکے۔ وہ بڑے اژدھام کے ساتھ بیرونی ممالک جاتے ہیں اور پھر جلوس کی شکل میں بھی ایسا واقعہ ہوا ہے کہ وہ وہاں گئے ہیں اور کئی لوگ

بارڈر پار کر کے وہاں گئے ہیں۔ جب وہ واپس آئیں گے تو اس کا اس ملک پر بہت برا اثر پڑے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب وزیر داخلہ صاحب!

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: I don't want to oppose it on technical grounds because the Member has agreed to the truth of what he has said. There is no doubt that our students are being illured accross the border and the Soviet Union is providing them free education, free boarding, free lodging and many other facilities. The question is how can we prevent it. We have a very long border. We never know the intentions of the boys that go. Any body who has passed Matric and gets recommendation from certain quarters is welcome to go there.

Mr. Chairman: Excuse my interruption but at this stage we are considering only the admissibility of the Adjournment Motion.

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: I have accepted it, Sir.

Mr. Chairman: If you are accepting it then you have to also tell us how this qualifies as an Adjournment Motion and whether you cannot think of another device by which this matter can be debated, not as an Adjournment Motion but as a policy of the Govt. which should come under discussion by the Senate. I think that would be setting the correct tradition and you can bring a Motion that this policy should be considered.

جناب خورشید احمد: جناب والا! جہاں تک میں پارلیمانی روایات سے واقف ہوں، ایک تحریک التوا پیش ہوئی، وزیر داخلہ نے اس کو اپوز نہیں کیا۔ اب یہ ہاؤس کا کام ہے کہ وہ اسے قبول کرے بحث کے لئے یا نہیں۔ جناب چیئرمین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ alternate policy devices کا مطالبہ کریں اس موقع پر وزیر داخلہ سے۔

Mr. Javed Jabbar: I oppose the Motion on technical grounds because I invite your attention to rule 71 (g) that any Adjournment Motion shall not contain arguments, inferences of any nature. This adjournment motion contains arguments.

Mr. Chairman: I understand that; I was only drawing attention for consideration of the motion from the technical point of view. I was not suggesting an alternative policy derive as Professor Khurshid has said. I was not giving a ruling either but I was bringing to your notice to consider whether

[**Mr. Chairman**]

technically the motion was admissible. When it is a continuing affair, when it has not happened once but is still continuing and when it does not appear to be a matter of such immediate public importance, that the business, normal business of the House should be adjourned and this particular matter should be discussed.

Mr. Zain Noorani: Sir, the honourable Senator Professor Khurshid has said something with which I agree in part and would like to draw your attention that the other part is not very accurate. Whereas it is correct that if the Minister has not opposed it then automatically it does not become for the House to decide. The responsibility of the Chairman is still there to decide whether it is technically admissible or not admissible and you have the right to excercise that right.

Mr. Chairman: Apart from that, what has to be done under the rules is that it has to be put to the House whether it would like to adjourn its business to discuss the issue and whether enough members would rise in favour of it. But that is a subsequent stage. This is the whole point. Should we or should we not set the correct traditions, otherwise any Motion can come as an Adjournment Motion, and the normal business of the House will have to be adjourned to discuss that particular issue regardless of the importance of the business which may be there before the House itself. What I am trying to establish is the correct traditions and the suggestion of the honourable Minister is most welcome. We can set apart time for a Resolution or Motion by the Minister with this particular aspect to be discussed. And if we can set apart time for that purpose, the same purpose which is intended to be served by the Adjournment Motion, would be served but in a correct Parliamentary manner. This is my submission to you. Will the Interior Minister then please bring..........

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: I have nothing more to add, it was just because so many Adjournment Motions and others had been rejected. I thought I would accept this and in a few minutes explain to him but I bow before your decision which is technically correct.

حاجی محمد عمر خان : جناب والا ! سوال تو اُردو میں تھا اور آپ نے انگریزی شروع کر دی - مجھے افسوس ہے کہ یہاں ہم جیسے لوگ بھی ہیں جو انگریزی نہیں جانتے، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، یہاں کیا ہو رہا ہے - خدا کے لئے اپنی قومی زبان میں بات کریں ۔

جناب چیئرمین : جو آپ کا فرمانا ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن جو جوابات آتے

رہے اور جو ایکسپلینیشن آتے رہے وہ سب انگریزی میں تھے اس لئے مجھے بھی انگریزی میں جواب دینا پڑا۔ لیکن کیا آپ کے پاس وہ آلہ نہیں ہے جس سے آپ اُردو کا ترجمہ سُن سکتے ہیں ؟

حاجی محمد عمر خان : اس میں انگریزی آ رہی ہے ۔

جناب چیئرمین : اصل میں وزیر محترم نے جو بات کی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ بہت سے ایڈجرنمنٹ اور پریویلیج موشنز ریجیکٹ ہوتے ہیں ۔ اگر ایک آدھے پر بحث ہو جائے تو بہتر ہے ۔ تو میں نے ان سے یہ درخواست کی جو کہ میں نے پہلے ہی دن آپ سے کی تھی کہ رولز اور ریگولیشنز کو اگر فالو کیا جائے تو یہ فرسٹریشن آپ اصحاب کو نہیں ہو گی اور یہ گلہ نہ ہو گا کہ کوئی موشن نہیں آ رہا ۔ تو مطلب یہ ہے کہ :

ھر چہ ھست از قامت اندام بے ھنگام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

اب غالباً اس کا بھی ترجمہ کرنا پڑے گا جو کچھ اس طرح سے ہے کہ " آپ نے جو خلعت ہمیں عطا کی ہے وہ ہر ایک قد پر پوری ہونی چاہیئے" لیکن یہ ہمارے اپنے اندام کی بے ہنگمی کی صورت ہے کہ وہ ہم پر فٹ نہیں ہوتی ، تو اگر ریزولیشن ریجیکٹ ہوتے ہیں تو یہ صورت اندام بے ھنگام ماست کے بدولت ہے ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست ۔

قاضی حسین احمد : تحاریک التوا پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر تحریک کو منظور کیا جائے ۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایک اہم مسئلہ جو قوم سے متعلق ہے اور جس سے عوام پریشان ہیں وہ ہاؤس میں آجائے ، وہ چاہے ریجیکٹ بھی ہو جائے ۔

جناب چیئرمین : وہ صحیح ہے لیکن وہ ایک مقصد سے آنی چاہیئے کہ آپ حضرات اتنی تکلیف کر کے ایک مسئلہ اٹھاتے ہیں تو اس ہاؤس کی یہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اس کا کوئی حل بھی تلاش کرے اور پھر حل کے لئے بحث کی ضرورت ہے ۔

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین ! میں ایک لطیفہ پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

کہ آپ نے فرمایا کہ فنی لحاظ سے۔ تو میرے پاس ایک سپاہی تھا چند دنوں کے لئے، اور مجھے ٹرک کی ضرورت پڑ گئی۔ اس نے کہا کہ میں ابھی ٹرک یہاں سڑک سے پکڑ لاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بھائی کیسے پکڑو گے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ۱۶۷ دفعات ہیں ٹرک کو پکڑنے کے لئے۔ اگر اس میں پانی کا گھڑا رکھا ہوگا تو میں پکڑ لوں گا کہ یہ کیوں رکھا ہے اور اگر نہیں رکھا ہوگا تو میں کہوں گا کہ کیوں نہیں رکھا ہے اس میں پانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اللہ کے فضل سے آپ کے پاس علم ہے اور قانون ہے . . . . .

جناب اقبال احمد خان : یہ فنی لحاظ سے بڑی متفنی باتیں کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق : ۱۶۷ دفعات اقبال صاحب کے پاس ہیں۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب ! اقبال صاحب کی بات آپ نے نہیں سُنی وہ فرماتے ہیں کہ متفنی باتیں کر رہے ہیں۔ متفنی پتہ نہیں صحیح لفظ ہے یا نہیں۔

مولانا سمیع الحق : انہوں نے غلط کہا ہے۔ تفنن ہونا چاہیئے تھا۔ اقبال صاحب! یہ لفظ درست فرمالیں۔

ADJOURNMENT MOTION *RE*: ROITS IN BARODA AND SURAT (INDIA)

مولانا سمیع الحق : جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ " سینٹ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے ذیل کا فوری اور ملی اہمیت کا معاملہ زیر غور لایا جائے۔ جولائی کے اخبارات میں بھارت کے مسلم کش فسادات کی خبریں آئی ہیں۔ شہر بڑودہ میں نمازیوں پر اندھادھند فائرنگ کی گئی۔ کئی افراد شہید ہوئے۔ لوٹ مار کی گئی۔ سورت میں مسافر ٹرینوں پر حملے کر کے مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ اس ایوان کا فرض ہے کہ آئے دن کے مسلم کش فسادات کا نوٹس لے اور بھارت کو ایسے اقدامات پر مجبور کیا جائے جس سے وہاں کی اسلامی برادری کو تحفظ حاصل ہو سکے۔

جناب چیئرمین : جناب زین نورانی۔

Mr. Zain Noorani: Sir, I have full sympathy with the Adjournmen Motion but I have to oppose it on technical grounds. If you read the Adjourn- ment Motion as has been submitted, it talks of riots in Baroda and then i talks of riots in Surat, .. two riots. Now, the contention is if it is one conti nuous syndrome, then I am afraid, it is hit by provision(d) of rule 71 in as

much as the entire syndrome of the riot in India had already been discussed in the National Assembly during its last session. At the same time, I would like to point out that it is also affected by (f) which provides that it shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government. This is not entirely the concern of the Government however, much sympathy we have with the Muslims in India, who are suffering. This is not primarily the concern of the Government of Pakistan. These are the technical reasons on which I would like to oppose it but as I said:

سمیع الحق صاحب پھر دوبارہ کہیں گے کہ تھوڑی سی ہمدردی کا تو اظہار کر لیتے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ پہلا پورشن بھی ہمارے بعض محترم صاحبان جو اردو پر insist کرتے ہیں ان کی خاطر اگر آپ اردو میں اظہار خیال کر دیں تو بہتر ہو گا ۔

جناب زین نورانی : جناب اس تحریک التواء میں ہندوستان میں پہلے بڑودہ میں اس کے بعد سورت میں فسادات کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ دو مختلف riots ہوئے ۔ اگر سینیٹر صاحب کا contention یہ ہے کہ ہندوستان میں riots کو مکمل طور پر ایک قرار دیا جائے تو پھر یہ پارٹ ڈی رول اے کے ماتحت آؤٹ آف آرڈر ہوتا ہے ۔ کیونکہ نیشنل اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں ہندوستان میں فسادات اور مسلمانوں پر مظالم کے بارے میں بحث ہو چکی ہے ۔ اس کے علاوہ پارٹ ایف رول نمبر اے یہ کہتا ہے کہ ایڈجرنمنٹ موشن صرف اس سبجیکٹ پر ہو سکتا ہے جس کی ذمہ داری مکمل طور پر پاکستان کی حکومت کی ہو ۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کی ذمہ داری تو نہیں ہے ۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ گورنمنٹ آف پاکستان کو ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ اور ان اقلیتوں کے ساتھ، جن پر مظالم ہو رہے ہیں یا جن کے خلاف فسادات ہو رہے ہیں، مکمل ہمدردی ہے ۔ حکومت پاکستان کی یہ پالیسی ضرور ہے کہ ہم دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی توقع نہیں کر سکتے کہ پاکستان کے عوام اپنی آنکھیں بند رکھیں گے ۔ اور جو مسلمان فسادات کے ذریعے سے شہید ہو رہے ہیں یا ان پر مظالم ہو رہے ہیں ان سے ہمدردی نہ کریں ۔ اس لئے یہ لازمی ہے کہ ہمارے لوگوں کو اس سلسلے میں بہت کچھ تشویش ہو گی ۔

[Mr. Zain Noorani]

اس لئے کہ وہاں پر رہنے والے مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارا رشتہ مذہب کا بھی ہے اور ویسے بھی ہم میں سے زیادہ تر لوگوں کے رشتہ دار ہندوستان میں بستے ہیں۔ ہماری مکمل ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ اور ہمیں توقع ہے کہ ہندوستان کی حکومت اپنی اقلیتوں کو پروٹیکشن دینے کے سلسلے میں مکمل اقدامات کرے گی۔

مولانا سمیع الحق : جناب والا ! محترم وزیر صاحب نے دو نکات اٹھائے ہیں میں دونوں کا مختصراً جواب دینا چاہتا ہوں۔ قومی اسمبلی میں مجھے یقین ہے کہ سورت اور بڑودہ کا ذکر نہیں آیا اور نہ قومی اسمبلی کے اجلاس کے بعد کے جو واقعات وہاں ہوئے ہیں ان کا ذکر آسکتا تھا۔ دوسرا نکتہ انہوں نے یہ اٹھایا ہے کہ پاکستان کا اس معاملے سے تعلق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا اس معاملے سے تعلق ہے۔ ہمارے سامنے لیاقت نہرو پیکٹ ان ہی معاملات پر ہوا تھا۔ لیاقت نہرو پیکٹ موجود ہے۔ اگر ایک فریق اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو دوسرا فریق جو ہے اس کا قانونی حق ہے، کیونکہ معاہدے میں دونوں فریقین شریک ہوتے ہیں اور دونوں پر اس کا تحفظ لازمی ہوتا ہے۔ تو اس پیکٹ کے خلاف جو بھی قدم اٹھے گا اس کے خلاف پاکستان کو آواز اٹھانے کا حق ہوگا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں کو ایک جسد واحد قرار دیتا ہے اور قرآن وحدیث کے واضح احکامات ہیں کہ جہاں بھی مسلمان کو تکلیف پہنچے گی پورے مشرق اور مغرب کے مسلمانوں کا فریضہ ہوگا کہ اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ناخن کو بھی تکلیف ہوگی تو سارے جسم کو تکلیف ہوگی۔ تو یہ ہمارا اسلامی، اخلاقی اور آئینی فریضہ ہے کہ ہم بھارت کو اپنا احتجاج پیش کریں اس کو مجبور کریں اور جو بھی اقدامات ہو سکتے ہیں کریں۔ وہاں وہ بے کس و مجبور مسلمان جو ٹرینوں میں کٹ رہے ہیں، لٹ رہے ہیں اور یہاں ہم فنی اور قانونی نکات کے چکر میں پڑے ہوتے ہیں۔ اگر حکومت اس بارے میں کچھ واضح طور پر اقدامات کرے تو بہت بہتر ہوگا۔

جناب زین نورانی : جناب والا! مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ سورت اور بڑودہ کے متعلق جو فسادات ہیں یہ نیشنل اسمبلی کی کارروائی کے بعد ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اس بات کو نہیں مانتے کہ یہ ایک سسٹم ہے اور مختلف علاقوں میں ہندوستان میں فسادات ہو رہے ہیں۔ اگر ان کا یہ کہنا صحیح ہے تو ان کی ایڈجرنمنٹ موشن اس بات سے بھی رولڈ آؤٹ ہو جاتی ہے کہ دو مختلف فسادات کے بارے میں انہوں نے ایک ہی ایڈجرنمنٹ موشن پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ میں آپ کو سینیٹ کی رولنگ نمبر ۲۲۹ کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ جو ۱۹۷۳ء میں دی گئی ہے۔ جس میں یہ صاف طور پہ کہا گیا ہے۔ اور تین پوائنٹس پر ریزولیوشن رولڈ آؤٹ ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ :

(1) It did not raise a substantially one definite issue;

(2) It did not primarily concern the Government of Pakistan;

(3) It aimed to discuss the foreign policy of a foreign government; and

(4) A debate on foreign policy was held in the National Assembly.

اب اس میں چاروں چیزیں اس کے خلاف جاتی ہیں۔ اس لئے کہ جوائنٹ سٹنگ آف پارلیمنٹ میں فارن پالیسی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ دوسرا یہ گورنمنٹ آف پاکستان کی فارن پالیسی سے تعلق نہیں رکھتی۔ تیسرا ایک سے زیادہ فسادات کے بارے میں ان کے کہنے کے مطابق ذکر کرتی ہے۔ اس لئے اسے ٹیکنیکلی رولڈ آؤٹ کیا جائے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جو یقین دہانیاں محترم وزیر صاحب نے دی ہیں ان کی روشنی میں یہ ایشو گورنمنٹ آف پاکستان کا نہیں ہے۔ اس سینس میں جیسے آپ سمجھ رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ صرف یہ ایک واقعہ نہیں ہے یہ ایک ٹرینڈ ہے جو چل رہا ہے۔ اور اس کے لئے جو بحث کے لئے صحیح جگہ ہو سکتی ہے وہ فارن پالیسی کی بحث ہے جس کے متعلق وزیر اعظم صاحب نے جوائنٹ سٹنگ کا اب پھر اعلان کیا ہے۔ تو میرے خیال میں اگر اس کی روشنی میں آپ اس پر زور نہ دیں تو یہ فارن پالیسی میں آجائے گا۔ آپ کو منظور ہے؟

مولانا سمیع الحق : منظور ہے جی ۔

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر جناب ۔ جناب والا ! میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے آنریبل وزیر داخلہ کی خدمت میں وہ یہ ہے کہ میں اسے پریویلیج موشن کی صورت میں بھی لا سکتا تھا اور میں اسے فلور آف دی ہاؤس پر misstatement کا نام بھی دے سکتا تھا ۔ لیکن چونکہ ان کا میرے دل میں بڑا احترام ہے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں انہوں نے اس ایوان میں یہ کہا کہ صرف پانچ سیاسی نظر بند ہیں ۔ لیکن کراچی کے مسلم لیگی رہنما مسٹر ہارون احمد کا نام انہوں نے اس فہرست میں نہیں لیا ۔ کیا وہ انہیں سیاسی نظر بندوں کی فہرست میں شامل نہیں سمجھتے ؟

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس کے لئے آپ اگر علیحدہ سوال بھیج دیں تو پھر....

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! ان کے اہل خانہ نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ ہمارے ایک سیاسی لیڈر ہیں ان کو بہت بری طرح انٹیروگیٹ کیا جا رہا ہے ۔ برے حالات میں رکھا گیا ہے ۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ کی جنراسٹی کے پیش نظر میں وزیر داخلہ سے یہ assurance چاہتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں انٹروین کریں گے ۔ اور ان کو پولیس کی طرف سے ناجائز تنگ نہیں کرنے دیں گے ۔

جناب محمد اسلم خان خٹک : جناب والا ! میں مولانا صاحب کا بے حد احترام کرتا ہوں ۔ لیکن جہاں تک میری معلومات ہیں وہ پولیٹیکل (Prisoners) نہیں ہیں ۔ وہ subversion کے زیر حراست ہیں ۔ باقی جہاں تک اذیت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں مکمل تحقیقات کروں گا ۔

Mr. Chairman: Before we take up the normal agenda, there is one request by the Finance Minister Dr. Mahbubul-Haq, who has another engament....................Sorry......

لا منسٹر کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

جناب اقبال احمد خان : Thank you Mr. Chairman Sir. پرائم منسٹر صاحب کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ Rules of business & conduct کے لئے

ایک کمیٹی مقرر کریں چونکہ یہ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ رولز سینٹ کے کام کو چلانے کے لئے effective نہیں ہیں، تو اس فیصلے کے مطابق مجھے جناب وزیر اعظم صاحب نے یہ اختیار دیا ہے کہ میں اس کمیٹی کا اعلان آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

FORMATION OF A SPECIAL COMMITTEE FOR FRAMING AFRESH RULES OF PROCEDURE FOR SENATE

As authorized by the Senate, the Prime Minister has nominated the following Members of the Special Committee for preparing the draft rules of procedure and conduct of business in the Senate and report to the House :

1.	Mr. Sartaj Aziz	*(He will be the Chairman of the Committee.)*
2.	Mr. Tariq Chaudhry	*Member*
3.	Mr. Zulfiqar Ali Chishti	*Member*
4.	Mr. Saeed Qadir	*Member*
5.	Mr. Hasan A. Shaikh	*Member*
6.	Professor Khurshid Ahmad	*Member*
7.	Maulana Sami-ul-Haq	*Member*
8.	Mr. Zahoor-ul-Haq	*Member*
9.	Mr. Shad Muhammad Khan	*Member*
10.	Malik Haji Faridullah Khan	*Member*
11.	Sheikh Ali Muhammad	*Member*
12.	Mir Hussain Bakhsh Bangulzai	*Member*
13.	Engineer Syed Mohammad Fazal Agha	*Member*
14.	Mr. Mohammad Ibrahim Reki Baluch	*Member*

The Minister for Justice and Parliamentary Affairs will be the *Ex-officio Member*. The quorum of the meeting will be five.

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

We have not fixed up the day for the Committee because this is a lengthy matter so we did not like to confine them to some day, there fore, if the House desires we will have no objection to fix any period for that.

An honourable Member: The Committee has always to be given time with their DFA report.

Mr. Chairman: I don't think it is necessary unless you quote the rule.

An honourable Member: There is/parliamentary convention only, Sir, when you appoint a Committee you can not give it five years to report. You have to give it some time and if it feels that it is not able to complete its job within that time, it can ask the house for extension.

جناب چیئرمین : میری درخواست یہ ہوگی کہ جہاں تک ان قواعد وضوابط کا تعلق ہے - ہماری سب کارروائی کا تعلق اور دارومدار انہی پر Smooth functioning of the House کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ہم ان کو finalize کریں - چونکہ وہ ہمارے رولز ہیں لہٰذا ان کو streamline اور یہ ہم سب کے Interest میں ہے اور جو کمیٹی کے حضرات ہیں ان کا بھی مجھے علم ہے اور میں یہ یقین کرتا ہوں کہ ان کو بھی احساس ہوگا کہ جلد از جلد رپورٹ مکمل کر کے ہاؤس میں لے آئیں - لیکن اگر آپ Dead line fix کریں تو اس میں شاید مشکلات ہوں -

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, we can fix up sometime I mean definite time, *i.e.* 3 months. It will be a very bad convention to appoint a Committee with an indefinite time.

ایک معزز رکن : میری عرض یہ ہے کہ ہماری حتی الامکان کوشش یہی ہوگی کہ اس کو جلد از جلد مکمل کریں -

جناب چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب چیئرمین آف دی کمیٹی آپ کا کیا اندازہ ہے کہ کب تک ہو سکے گا ؟

جناب سرتاج عزیز : جناب والا ! ویسے تو تین ماہ کا عرصہ کافی ہونا چاہیئے لیکن کمیٹی کو اختیار دے دیں کہ وہ اپنی پہلی میٹنگ میں تمام کام کا جائزہ لے کر اس عرصے کے اندر اندر مکمل کرنے کی کوشش کرے -

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! اس میں کچھ تجاویز موصول ہوئی تھیں اور کچھ اس بات کا اظہار کیا گیا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ کمیٹی فنکشن کمیٹی ہونی چاہیئے یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس میں ہمیں سٹڈی کی ضرورت ہوگی اور ممکن ہے کہ ہمیں دوسرے ممالک کی کمیٹیز کے دائرہ کار کا بھی جائزہ لینا پڑے۔ اس خیال سے Target مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ اس بات کا ہر رکن اور بشمول اراکین کمیٹی کو کہ جتنی جلدی ہو اس ہاؤس کو effective بنایا جائے اور رولز کی Finalization سے پہلے یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ کمیٹی بلا تاخیر اسے شروع کرے گی۔ اور بہت جلد ہی رپورٹ پیش کر دے گی۔ لیکن اگر ہم نے time limit مقرر کر دی تو پھر ہو سکتا ہے کہ کمیٹی وقت مقررہ میں اپنا کام ختم نہ کر سکے اور پھر ہاؤس کے سامنے آنا پڑے گا اور اس سے بھی وقت زیادہ ضائع ہوگا۔ تو رولز میں ایسی بندش نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : آیا یہ حکومت کو Acceptable ہوگا کہ ہر سینٹ کی میٹنگ میں کمیٹی اپنی پروگریس رپورٹ پیش کرے ؟

جناب اقبال احمد خان : ہاں جی ! یہ بالکل ٹھیک ہے یہ پروگریس رپورٹ دی جا سکتی ہے۔

جناب احمد میاں سومرو : یہ بار بار آپ نے ہمیں صحیح بتایا ہے۔ ماشاءاللہ ایک بھی ایڈجرنمنٹ اور پریویلج موشن ایڈمٹ نہیں ہوا ہے جناب اس ہاؤس میں سب ریجیکٹ ہوئے ہیں کم آپ نے خود محسوس کیا ہے کہ ہمارے رولز defective ہیں۔ اس میں ضرورت ہے کیا کوئی dead line ہو نہیں تو تین مہینہ بھی کافی نہیں۔ ہمارے کتنے sessions ایسے ہی بغیر کوئی Proper rules & Procedure ہوتے ہیں میں عرض کروں گا کہ ان کے لئے کوئی Time limit مقرر کریں۔ اگلے سیشن سے پہلے ہو سکیں تو کم از کم وہ Sessions تو ٹھیک چلیں ہمارے۔ لیکن اگر Time limit نہ دو تو کیا پھر Next Elections تک ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین : یہ جو سپیشل کمیٹیز کی رپورٹس کا تعلق ہے اس کا رول نمبر ۱۶۴ دیا ہوا ہے اس میں یہ دیا ہوا ہے۔

[Mr. Chairman]

"Where the Senate has not fixed any time for the presentation of a report, the report of a Committee shall be presented within thirty days from the date on which reference was made to it by the Senate unless the Senate, on a Motion being made, directs that the time for presentation of the report be extended to a date specified in the Motion." This is with regard to special reports. And this is what I am saying that if the Committee, whenever the Senate meets and I hope the next session would be sometime in August, submits, a (progress) report alongwith an indication of the time frame in which it thinks it would be able to finish this business, then it can be given further direction by the Senate how to expedite its assignment or do something else.

Mr. Ahmed. Mian Soomro: How it is? the maximum is 30 days.

جناب اقبال احمد خان : Proposal پہلے یہ آئی تھی کہ ہر سیشن میں ہم رپورٹ پیش کریں گے اگر ہاؤس Satisfied ہوگا تو further Extension نہیں ملے گی۔ اگر ضرورت ہوئی تو ....

Mr. Chairman: That's Right

جناب چیئرمین :

مولانا کوثر نیازی : رات مجھے سینٹ کی بلڈنگ میں آنا پڑا تو میں نے دیکھا کہ سینٹ کے کارکنان رات گئے تک کام میں مشغول تھے اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ پچھلے پندرہ/بیس دنوں سے یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ اور قومی اسمبلی نے اپنے گزشتہ اجلاس میں ایک ماہ کا honorarium اپنے ملازمین کو دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ ہم اگر یہ فیصلہ کریں کہ سینٹ کے کارکنان کو بھی ایک ماہ کا honorarium دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ

؎ مزدور خوشدل کُند کار بیش

کے مترادف ہوگا۔

جناب چیئرمین : جہاں تک اس کا تعلق ہے ہم نے ان کے لئے کچھ بندوبست کیا ہوا ہے۔ اور انشاء اللہ ان کو honorarium ملے گا۔ لیکن یہ کام پورے سینٹ کا نہیں ہے سینٹ کی فنانس کمیٹی کا ہے۔ جس کے وزیر خزانہ بھی ممبر ہیں اور میں ان کا چیئرمین ہوں اور انشاء اللہ یہی فیصلہ ہوگا اور ہم نے ان کو یہی Assurance دی ہے۔ for the time being جتنی سہولتیں ان کو مہیا کی جا سکتی تھیں ان کو مہیا کی ہیں۔ مختصراً مجھے خود بھی اس معاملہ کا اتنا ہی احساس ہے جتنا آپ کو۔

کیونکہ یہ میرے ہی کارکن ہیں اور میں نے ان سے کام لینا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ
ہم سب آپ کے جذبے کی تعریف کرتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب ایک عرض ہے کہ اس دن سینٹ سیکرٹریٹ
میں ایک ملاقات ہو رہی تھی تو بار بار وہاں لوڈ شیڈنگ ہو رہی تھی ہم تین مرتبہ گئے
بھی گئے تو یہی صورتحال تھی۔

جناب چیئرمین : بجلی کے علاوہ کل ٹیلیفون بھی نہیں تھے۔ میں آپ کی خدمت
میں یہ عرض کر دوں کہ کل جب لوڈ شیڈنگ کا معاملہ آئے گا اور وزیر حمالی صاحب
تشریف رکھتے ہوں گے تو یہ سب معاملے زیر بحث آجائیں گے۔

قاضی حسین احمد : جناب اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ معلوم
ہوا ہے کہ یہ سینٹ کے چھوٹے کارکن ہیں جو رات دن یہاں کام کرتے ہیں ان کو دن
کے کھانے کے لئے صرف دو، تین، چار روپے ملتے ہیں۔ اور اسی طریقے سے وہ جو
Extra وقت یہاں گزارتے ہیں اس کے لئے بھی اسی حساب سے ڈیڑھ، دو روپے
فی گھنٹہ کے حساب سے پیسے ملتے ہیں یہ ایوان تو یہاں عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے
آیا ہے۔ آپ ایوان کو تو Proposal یہ دے رہے ہیں کہ تین سو اور چار سو روپے
روزانہ لیں۔ اس طریقہ سے ان کو مراعات یافتہ طبقہ میں شامل کر رہے ہیں لیکن جو آپ
کے اپنے زیر سایہ لوگ ہیں ان کے ساتھ یہ حشر ہے۔ گورنمنٹ ہاسٹل میں ہم رہتے ہیں
آج میں نے ایک بیرا سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ صبح ۷ بجے سے رات بارہ
تک کام کرتا ہے اور ۱۷۵/۰۰ روپے تنخواہ لیتا ہے۔

جناب چیئرمین : محترم قاضی صاحب! یہ جو ممبران کی تنخواہ کا سوال ہے۔ وہ
تجاویز میری نہیں ہیں وہ حکومت کی ہیں۔ میرے خیال میں اس میں تمیز ہونی چاہیئے
بہر حال

We are all conscious of this and whatever is possible we are doing for staff.

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ محترم وزیر خزانہ صاحب کی ایک اور
انگیجمنٹ ہے وہ چاہتے ہیں کہ جنرل بحث شروع ہونے سے پہلے ان ایک

[Mr. Chairman]

proforma اور ٹیکنیکل انٹروڈکشن آف certain bills

، جو گیارہ تاریخ کو بجٹ کے لئے انٹروڈیوس کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت

تو ہم ان سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے بلز انٹروڈیوس کریں۔ سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: جو سپیشل کمیٹی کے مقررہ وقت کے بارے میں رول

کا حوالہ دیا گیا ہے وہ میرے خیال میں سٹینڈنگ کمیٹیز کو اپلائی کرتا ہے۔

Mr. Chairman: This is a Special Committee.

جناب سرتاج عزیز: سپیشل کمیٹی کے لئے رول دوسرا ہے جس میں کہا گیا ہے۔

Rule 173 applies to the Special Committee *i.e.*

"The Senate may, by motion, appoint a Special Committee which
have such composition and functions as may be specified in the moti

In the absence of special provisions relating to a Select Committe
Special Committee there is no time limit.

جناب چیئرمین: دونوں کے لئے رپورٹنگ پیریڈ ایک ہی ہے۔

جناب سرتاج عزیز: تو ایک مہینے کا رول امید ہے اس کمیٹی کو نہیں اپلائی کیا جائے گا

جناب چیئرمین: But the committee would bring a report. اس کمیٹی

ائی ہوگا۔

ایک مہینہ میں نہیں ہو سکتا اور اس کو مستثنیٰ کرنا پڑے گا اور سینیٹ سے اجازت لینی

ے گی۔ تو اجازت ہے ڈاکٹر محبوب الحق صاحب کو کہ وہ اپنے بلز انٹروڈیوس کر لیں

INTRODUCTION OF BILLS

Dr. Mahbubul Haq: Thank you, Mr. Chairman. I am gratefu
you and the House. With your permission, Sir:

I beg to move:

"that the Bill further to amend the Modaraba Companies and Modar
(Floatation and Control) Ordinance, 1980 (XXXI of 1980) [The Moda
Companies and Modaraba (Floatation and Control) (Amendment)
1985], as passed by the National Assembly, be considered on 11-7-19

r. Chairman: The Motion moved is:

hat the Bill further to amend the Modaraba Companies and Modaraba 'loatation and Control) Ordinance, 1980 (XXXI of 1980) [The Modaraba ompanies and Modaraba (Floatation and Control) (Amendment) Bill,)85], as passed by the National Assembly, be considered on 11-7-1985"

(*The Motion was carried.*)

r. Mahbubul Haq: I beg to move:

'that the Bill further to amend the Employees' Cost of Living (Relief) Act, 1973 (I of 1974) [The Employees' Cost of Living (Relief) (Amend- nent) Bill, 1985], as passed by the National Assembly, be considered on 1-7-1985".

Ar. Chairman: The Motion moved is:

that the Bill further to amend the Employees' Cost of Living (Relief) ct, 1973 (I of 1974) [The Employees' Cost of Living (Relief) (Amend- nent) Bill, 1985], as passed by the National Assembly, be considered on 1-7-1985".

(*The Motion was carried.*)

)r. Mahbubul Haq: I beg to move:

'that the Bill further to amend the Banking Tribunal Ordinance, 1984 LVIII of 1984) [The Banking Tribunals (Amendment) Bill, 1985], as assed by the National Assembly, be considered on 11-7-1985".

Ar. Chairman: The Motion moved is:

that the Bill further to amend the Banking Tribunal Ordinance, 1984 LVIII of 1984) [The Banking Tribunals (Amendment) Bill, 1985], as assed by the National Assembly, be considered on 11-7-1985".

(*The Motion was carried.*)

)r. Mahbubul Haq: I beg to move:

that the Bill further to amend the Pakistan International Airlines Cor- oration Act, 1956 (XIX of 1956) [The Pakistan International Airlines Corporation (Amendment) Bill, 1985], as passed by the National Assem- ly, be considered on 11-7-1985".

Mr. Chairman: The Motion moved is:

"that the Bill further to amend the Pakistan International Airlines Cor-poration Act, 1956 (XIX of 1956) [The Pakistan International Airlines Corporation (Amendment) Bill, 1985], as passed by the National Assembly, be considered on 11-7-1985".

(*The Motion was carried.*)

Dr. Mahbubul Haq: I beg to move:

"that the Bill further to amend certain laws relating to the walfare of workers [The Labour Laws (Amendment) Bill, 1985], as passed by the National Assembly, be considered on 11-7-1985".

Mr. Chairman: The Motion moved is:

"that the Bill further to amend certain laws relating to the welfare of workers [The Labour Laws (Amendment) Bill, 1985], as passed by the National Assembly, be considered on 11-7-1985".

(*The Motion was carried.*)

Dr. Mahbubul Haq: I am grateful, Sir, to you and to the House and shall take it up on the 11-7-1985.

Mr. Chairman: Thank you. very much. Then we come to norm agenda. I think we resume the debate on the internal situation in the count as a result of the Motion which was moved by Muhammad Aslam Kh Minister of Interior on the 7th of July. I think today the time has/to be unfo tunately strictly limited.

وقت کا تعین پہلے سے کرنا پڑے گا اور میری درخواست ہے کہ آپ صاحبان اپنی تقریریں مختصر کریں۔ سب سے پہلے عمر خان صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے خطاب سے نوازیں۔

DISCUSSION ON: INTERNAL SITUATION IN THE COUNTRY

حاجی محمد عمر خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین، و معزز اراکین نیٹ، السلام علیکم! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے کاشتکاروں کی آواز تک پہنچانے کا موقع دیا۔ میں آباء و اجداد سے کاشتکار ہوں۔ اگرچہ میری ہزاروں زمین نہیں ہے لیکن ہزاروں کاشتکاروں کا نمائندہ ضرور ہوں، ہر حکومت یہ آواز ور لگاتی ہے کہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن اس طبقہ کے

بہتری کے لئے کچھ نہیں ہوا۔ صوبہ سرحد میں چونکہ کوئی بڑا زمیندار موجود نہیں۔ یہاں پر بہت چھوٹے چھوٹے زمیندار رہیں۔ ان کی حالت مزید دگرگوں ہو چکی ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے بجٹ میں کاشتکار طبقہ پر بھاری ضرب پڑی۔ بجلی، ڈیزل، کھاد، ٹریکٹر اور ان اشیاء کی جن کا استعمال کاشتکار طبقہ کرتا ہے قیمتیں بڑھا دی گئیں۔ اس حد تک کہ ان کی خرید کاشتکاروں کی قوت خرید سے باہر ہو گئی۔ میں نے ۱۹۸۳ء کے بجٹ میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ کاشتکار اور زمیندار کو کینسر لگ چکا ہے۔ اگر بر وقت علاج نہ ہوا تو یہ لاعلاج مرض پھیل جائے گا۔ جب ریڑھ کی ہڈی پر ضرب لگائی جاتے تو پھر انسان سیدھا کس طرح کھڑا ہو سکتا ہے۔ اب ۱۲ لاکھ ٹن گندم آپ کو درآمد کرنی پڑ رہی ہے اگر صورتحال کو بہتر نہ بنایا گیا تو شاید اگلے سال اس سے بھی زیادہ غلہ درآمد کرنا پڑے۔

ہمارے وزیر خزانہ ذہانت و فطانت میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے بیشمار مداح ہیں جو دن رات ان کی تعریف کرتے ہیں ویسے بھی مغرب سے درآمد شدہ ہر چیز ہمیں بڑی خوبصورت لگتی ہے اس لئے وزیر صاحب بھی ہمیں بے حد عزیز ہیں لیکن چونکہ ان کی عمر کا زیادہ حصہ امریکہ میں گزرا ہے۔ اس لئے انہوں نے بجٹ بناتے وقت ہمیں بھی امریکہ کا کاشتکار سمجھا اور یہ نہ سوچا کہ اب تو ہمارے ہاں کاشتکاروں کے پاس امریکہ کی طرح ہزاروں ایکڑ زمین نہیں ہے بلکہ وہ اتنے غریب ہو گئے ہیں کہ وہ بلاشبہ اب زکوٰۃ اور عشر کے مستحق بن چکے ہیں۔

جناب چیئرمین : حاجی صاحب ! آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس وقت بحث داخلی امور پر ہو رہی ہے۔ اس کا زراعت سے کیا تعلق ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں۔

حاجی محمد عمر خان : جناب اس کا زراعت سے تعلق ہے۔ زمینداروں میں بے چینی پھیل چکی ہے اور یہ امن و امان کا بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ اس سلسلے میں میں آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں اور یہ ۸۰ فیصد لوگ ہیں جن میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گیا تو اس کو حل کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔

حاجی محمد عمر خان : جناب وزیر خزانہ نے زندگی کے دوسرے تمام شعبوں کے لئے بجٹ میں مراعات رکھی ہیں لیکن انہیں کاشتکاروں کا خیال نہیں آیا۔ ہم صبح و شام یہی کہتے رہتے ہیں کہ ہماری ۸۰ فیصد آبادی زراعت پیشہ ہے لیکن بجٹ میں اس طبقہ کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ جس بجٹ میں ۸۰ فیصد افراد کا خیال نہ رکھا گیا ہو وہ کس طرح حقیقت پسندانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یقین جانیئے اب زمینداروں اور کاشتکاروں نے نقل مکانی شروع کر دی ہے وہ دیہات سے شہروں کو منتقل ہو رہے ہیں اس لئے کہ شہروں میں انہیں یومیہ اجرت کم سے کم تیس روپے مل جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ پچاس، ساٹھ روپے، لیکن کاشتکاری میں بمشکل آٹھ روپے ملتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ زمین کاشت کے بغیر بنجر ہو رہی ہے۔

اس سال ۱۴ لاکھ ٹن گندم درآمد کر رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب چینی اور روئی بھی درآمد کرنی پڑے۔ ہماری خود کفالت چند دن ہی رہ سکتی ہے کیونکہ ہم نے اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑا مار لیا ہے۔ پچھلے سال روئی پر اربوں روپے کا زرمبادلہ خرچ ہوا اس سال محکمہ زراعت نے اپنے خرچ پر سپرے کیا جس کے باعث کپاس کی پیداوار اچھی رہی۔ سپرے کرانا کاشتکار کی طاقت سے باہر ہے۔ بجٹ میں کارخانہ داروں، تاجروں اور ملازمین کو مراعات دی گئیں لیکن کاشتکار اور زمیندار مراعات سے دور رہے۔ کیا اس لئے کہ یہ روزی پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اہمیت تو دفاع سے بھی زیادہ ہے۔ یہ عوام کو روٹی فراہم کرتے ہیں۔ اگر بجٹ میں اس مظلوم طبقہ کا خیال نہ رکھا گیا تو وہ صرف گھاس میں خود کفیل ہوں گے اور ساری ذمہ داری وزیر خزانہ اور ماہرین زراعت پر ہوگی جو ایئر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھ کر زرعی پالیسی وضع کرتے ہیں نہ کبھی فیلڈ میں گئے ہیں انہیں کھیت میں کاشتکاروں کی تکالیف کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ انہیں کیا پتہ ہے کہ کاشتکار رات دن سولہ (۱۶) گھنٹے کام کرتا ہے۔ چلچلاتی دھوپ میں، موسلا دار بارش میں۔ گرمی میں، سردی میں یہ کھیتوں میں کام کرتے ہیں تاکہ عوام کو خوراک اور غلہ فراہم ہو سکے۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ - وقت ہو گیا ہے۔

حاجی محمد عمر خان : جناب والا! سب سے اہم مسئلہ جو ہے یہ روزی کا ہے اگر ہماری فوج دو وقت بھوکی رہے تو لڑائی نہیں لڑ سکتی اور وہ روزی ہم پیدا کرتے ہیں تو آپ اتنا وقت بھی ان مظلوم طبقوں کو نہیں دینا چاہتے جن کی آواز اب تک کسی نے نہیں سنی مجھے بہت ہی افسوس ہے کہ اس مظلوم طبقے کی آواز کوئی سننے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : آواز سن لی ہے لیکن اور بھی بہت سارے حضرات کو سننا ہے اس لئے ان کو بھی موقع دینا ہے۔

حاجی محمد عمر خان : جناب سب سے اہم مسئلہ خوراک کا ہے جب زندہ رہیں گے تو اور بھی مسئلے پیدا ہوں گے پہلے تو آپ کو زندہ رہنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جناب - وزیر زراعت صاحب کو حاجی صاحب آپ سن لیں وہ اسی وقت جواب دینا چاہتے ہیں۔

(قاضی عبدالمجید عابد) وزیر خوراک وزراعت : جو کچھ حاجی صاحب نے زرعی پیشے سے وابستہ لوگوں کے متعلق فرمایا ہے اس کے متعلق میں حقیقت بیان کرتا ہوں اور اس عمر میں مجھ سے جھوٹ تو قطعاً نہیں بولا جائے گا کہ یہ ہماری راتوں کی نیندیں حرام ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ ملکی پیداوار بڑھے اور اس کے لئے بہت کچھ کام ہو رہا ہے - جہاں تک بجٹ کا مسئلہ ہے اس کو بھی اگر حاجی صاحب غور سے دیکھیں گے اس کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ کافی کچھ مراعات زرعی پیشہ سے متعلق لوگوں کو دی گئی ہے اور پیداوار بڑھانے کی طرف جو کچھ کرنا ہے اس کے لئے ہم مثبت قدم اٹھا رہے ہیں اور انشاء اللہ حاجی صاحب کو میں مطمئن کروں گا ان کا ایک خط بھی مجھے پہنچا ہے تو اس پر بھی عمل ہو رہا ہے - زراعت کی پیداوار بڑھانے کے لئے جتنے بھی اصلاحی مشورے ہوں گے اور زراعت پیشہ لوگوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے ان پر انشاء اللہ دل وجان سے عمل کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : میری درخواست آپ سے یہ ہوگی کہ حاجی صاحب سے آپ مل

[Mr. Chairman]

لیں اور ان کی تسلی کرا دیں جو بھی آپ کے پروگرام ہیں۔

قاضی عبدالمجید عابد : بالکل جناب ایسا ہی ہوگا۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ۔ جناب چھتاری صاحب۔

جناب راحت سعید چھتاری : جناب والا! میں بڑا مشکور ہوں کہ داخلی معاملات پر اظہار خیال کے لئے آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد، اب تک اس موضوع پر جتنی تقاریر ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے عوارض کی نشاندہی کی ہے لیکن مرض پر انگلی نہیں رکھی۔ میں اپنی اس تقریر میں کوشش کروں گا کہ یہ بتا سکوں کہ جس بنا پر ہم آج اس حالت سے دوچار ہیں اس کی ذمہ داری کیا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ ملک خدا داد ہمیں مل گیا۔ قومی زبان ہم نے بنا لی لیکن امت واحدہ پر ایمان رکھنے والے ملت واحدہ نہیں بنا سکے اب تک پاکستانی قوم وجود میں نہیں آسکی۔ اس کے اسباب یہ ہیں اور رجہاں تک میں دیکھ سکتا ہوں اس لئے کہ میرا تعلق خود اس طبقے سے رہا ہے جس کے بارے میں، میں بات کر رہا ہوں۔ کہ ہم لوگ جب پاکستان آئے تو ہم پاکستان کے جذبے کو لے کر نہیں آئے حاکم کی حیثیت سے آئے۔ میرا جو اشارہ ہے وہ گورنمنٹ سرونٹ کی طرف ہے اور میں اپنے آپ کو اس سے علیحدہ نہیں کر رہا ہوں۔ ہر چند کہ میرا تعلق مقامی انتظامیہ سے نہیں رہا، میں فارن سروس کا آدمی تھا، لیکن بہر حال ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمیں انگریز نے جو سبق دیا تھا اور پڑھایا تھا اسے لے کر ہم یہاں آئے۔ اس نے ہمیں اس لئے بنایا تھا کہ ہم حکومت کریں وہی چیز ہمیں آتی تھی۔ یہاں آنے کے بعد ہم یہ بھول گئے کہ ہم ایک آزاد ملک میں آزاد لوگوں کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ بلکہ ہمارا یہی نقطہ نظر رہا کہ ان پر حکومت کرنا ہے اور ان کو چلانا ہے اس کی وجہ سے طبقاتی بے چینی بڑھنا شروع ہوئی اس لئے کہ ہمارا اصول یہ تھا کہ جس کے ہاتھ میں بٹو ہے وہ نا اہل ہے جس کے پاس hip bottle ہے وہ jolly good officer ہے یہاں سے بات بڑھنا شروع ہوئی اور اس کے نتیجے میں جو صورت پیدا ہوئی وہ یہ ہے کہ طبقاتی منافرت لوگوں میں بڑھتی چلی گئی اس لئے کہ لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ فلاں

افسر یہ اس لئے کرتا ہے کہ اس کا تعلق فلاں سے ہے اور ہم چونکہ فلاں طبقے سے متعلق ہیں لہٰذا ہماری شنوائی نہیں ہے۔

ابتدا یہاں سے ہوئی اس کے بعد حالات نے دوسرا پلٹا لیا اور یہ صورت پیدا ہوئی کہ غلام محمد صاحب نے آئین کو ختم کر کے پارلیمنٹ کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد ایک تیسری صورت یہ پیدا ہوئی کہ قوم تو بن نہیں سکی لیکن ون یونٹ بنا لیا گیا۔ جس کی وجہ سے ہمارے چھوٹے صوبے یہ محسوس کرنے لگے کہ یہ ہم پر ظلم و زیادتی کی جا رہی ہے اور درحقیقت ایک بڑا صوبہ ہم پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ اس کی وجہ سے مزید تعلقات خراب ہوتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک جو بڑی بدنصیبی ہوئی، وہ یہ ہوئی کہ ہم لوگ جو ہندوستان سے مہاجر کی حیثیت سے آئے تھے ہم نے لوٹ کھسوٹ مچانا شروع کر دی، اور ہم بجائے اس کے کہ آدھی روٹی مانگ کر کھا کر پیٹ بھر لیتے ہم نے کوشش کی کہ پورے کھیت کے کھیت کو اپنے اوپر لگا لیں اس کی وجہ سے ہمارے تعلقات بگڑے اور بگڑتے چلے گئے۔ اس پر ستم یہ ہوا کہ جمہوریت کے نام سے ایک سیلاب آیا، جو آدھے ملک کو بہا کر لے گیا۔ اس سیلاب نے دلالی کیمپ کے تو دروازے کھول دیتے لیکن انصاف کے دروازوں کو بند کر دیا۔ چنانچہ جو کچھ فرنٹیئر اور بلوچستان میں ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اور اس کی بنا پر جو دقتیں پیش آئی ہیں۔ ان کا اب ہمیں اندازہ ہو رہا ہے۔ اور یہ جو بحث شروع ہو جاتی ہے کہ یہ مہاجر تھا۔ فلاں بہاری تھا اور یہ بنگالی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک مربوط قوم کی حیثیت سے سامنے نہیں آسکے ہم طبقاتی حیثیت سے اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ اور طبقاتی نقطۂ نظر سے ہم ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں۔ چونکہ وقت بہت کم ہے میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میری گزارش یہ ہے اس طرح کے اقدامات کئے جائیں۔ کہ ہم ایک قوم کی حیثیت سے اُبھر سکیں۔ ایک قوم کی حیثیت سے کھڑے ہو سکیں۔ ایک قوم کی حیثیت سے حالات کا جائزہ لے سکیں۔

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ، جناب فصیح اقبال صاحب!

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ پرسوں کا

[Syed Faseih Iqbal]

یا ہوا نام کم ازکم لسٹ میں موجود تھا۔ ہمارے دوسرے فاضل ممبران نے داخلی صورت حال پر جو باتیں کی ہیں یعنی پولیس کی کمزوریاں، رشوت ستانی اور باقی معاملات وغیرہ، لیکن میں بات بلوچستان سے شروع کرتا ہوں۔ اگر آپ مجموعی طور پر سارے ملک کی داخلی صورت حال دیکھیں تو لاء اینڈ آرڈر ختم ہو چکا ہے۔ بنیادی طور پر میرا خیال یہ تھا کہ پچھلے آٹھ سال کی مارشل لاء حکومت میں ان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ ملک میں امن و امان بحال ہو، لیکن مارشل لاء کی حکومت میں بھی سڑکوں پر کھلے عام چوری، ڈکیتی اور رہزنی کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ بازاروں میں کھلے عام قتل ہوتے ہیں۔ کراچی جیسے شہر میں رات کو لوگ محفوظ نہیں ہیں جیسا کہ ہمارے کراچی کے ممبران نے بتایا۔ دیہاتوں میں جیسا کہ کل پیر صاحب نے فرمایا کہ گھمبٹ میں ایک میل کے فاصلے پر فوج موجود ہے پولیس موجود ہے، اور دن دیہاڑے لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ اور لوگ اغوا کے سلسلے میں روپے مانگتے ہیں۔ تو یہ صورتحال سارے پاکستان میں ہے۔ میرے صوبے میں کم ازکم وہاں قبائلی ماحول میں ایک متوازن معاشرہ ہے جس میں اس قسم کی چیزیں کبھی نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن پچھلے دو سال سے اس علاقے میں یہ سب کچھ ہوا ہے اور اس پر حکومت یہ زور دے رہی ہے کہ پولیس کو ان علاقوں میں پہنچایا جائے جہاں امن و امان ہے اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ جہاں جہاں ہمارے علاقوں میں پولیس گئی ہے وہاں امن و امان خراب ہوا ہے، چوری چکاری میں اضافہ ہوا ہے اور لوگوں کا سکون درہم برہم ہوا ہے۔

ہمارے ہاں روایتی طور پر جو لیوی سروس تھی اس کا تشخص ختم کر دیا گیا ہے جس سے یہ ہوا ہے کہ اب وہاں بھی سڑکیں غیر محفوظ ہیں۔ اب وہاں بھی اکا دکا واقعات شروع ہو گئے ہیں جو پہلے تیس سال میں کبھی نہیں ہوتے تھے۔ لہٰذا میں اپنے وزیر داخلہ سے درخواست کروں گا جب پولیس فورس کا دوبارہ اس علاقے میں نفاذ کر رہے ہیں تو دیکھیں کہ ان کا جو پرانا نظام لیوی سسٹم چل رہا تھا بجائے اس کے کہ اس کو بہتر کرتے، ان لیوی سپاہیوں کی تنخواہوں میں اضافہ کرتے ان کو Equipment دی جاتی، ان کو بھی گشت کے لئے لگا دیا جاتا، پولیس کو یہ

سب کچھ دیا گیا ہے اور پولیس والے چونکہ مقامی لوگ نہیں ہیں لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ سب انسپکٹر تک مقامی طور پر بھرتی کئے جائیں۔ کیونکہ غیر مقامی لوگوں سے یہ ہوتا ہے کہ وہاں کے مقامی رسم و رواج سے ناواقف ہوتے ہیں، زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس سے معاملات میں کافی غلط فہمی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان Multilingual ایریا ہے۔ وہاں کم از کم چھ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور بلوچستان مختلف حلقوں میں تقسیم ہے۔ اگر گوادر کا ایک آدمی ژوب میں جاتا ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا مقامی طور پر بھی دیکھا جائے کہ ان علاقوں میں مقامی آبادیوں میں لسانی بنیادوں پر تقرریاں ہوں۔ جو لوگ وہاں کے حالات سے واقف ہوں۔ وہاں کے کلچر سے واقف ہوں۔ تاکہ اس قسم کے حالات پیدا نہ ہوں۔

دوسرے ہمارے جو سول سروس کے افسران ہیں۔ کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ کے کچھ افسران کی تعیناتی کا صوبوں میں کوٹہ مقرر ہے۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو افسر آن وہاں پر تعینات ہو رہے ہیں فی الحال پانچ، چھ سالوں میں ان کو ان علاقوں کے بارے میں یہ علم بھی نہیں ہوتا کہ ان علاقوں میں کون لوگ بس رہے ہیں۔ ان کا مزاج کیا ہے، ان کے آنے سے اور mishandling سے آئے دن بلوچستان میں واقعات ہو رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں کوئٹہ میں جو واقعہ ہوا ہے۔ معلومات کی بنا پر تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہوا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ وہاں پر مقامی انتظامیہ سے ضرور mis-handling ہوئی ہے۔ اب اس سلسلے میں وہاں جج صاحب مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کے معاملات میں بحث کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن میں یہ درخواست کروں گا کہ وہاں پر پیس کمیٹیاں مقرر کی جائیں۔ وہاں کے جج بزرگ سردار ہیں، وہاں پر جو نیشنل اسمبلی کے ممبران ہیں، سینیٹر صاحبان ہیں وہ وہاں کے حالات کو بہتر کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں تھا۔ ایک انتظامی مسئلہ تھا۔

جہاں تک منشیات کا تعلق ہے تو وہ بھی باہر سمگلنگ کا ایک راستہ ہے۔ اس سلسلے میں گورنمنٹ کی کوئی نو ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ جتنی

[Syed Faseih Iqbal]

ایجنسیاں زیادہ ہوتی ہیں سمگلنگ کا کاروبار زور شور سے ہو رہا ہے۔ وہاں پر کوسٹل گارڈ کو تعینات کیا گیا ہے لیکن وہ بارڈر ایریا پہ نہیں جاتے۔ وہ کوسٹل ایریا جانے کی بجائے میدانی علاقوں میں جاتے ہیں۔ مقامی پولیس بھی یہی کام کرتی ہے۔ ملیشیا بھی سمگلنگ کی روک تھام کرتی ہے لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ پورے علاقے میں جتنی ایجنسیاں زیادہ آتی ہیں اتنا ہی سمگلنگ میں اضافہ ہوا ہے، امن و امان میں کوئی بہتری نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں بھی دیکھیں کہ ہماری آبادی کے تناسب سے جتنی ایجنسیاں ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ہر ۲۵ آدمیوں پہ ایک آدمی تعینات ہے۔ جبکہ وہاں سمگلنگ میں کمی نہیں ہوئی۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں بے روزگاری عام ہے۔ ہمارے علاقے میں جب سے تعلیم عام ہوئی ہے اور جب سے سکول اور کالج کھلے ہیں۔ اس سے جہاں بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں وہاں نقصان بھی ہوا ہے کہ گریجوئیٹس، انجنیئرز، ڈاکٹرز اور دوسرے پڑھے لکھے لوگ اب بے روزگار ہیں اور نوجوانوں میں بہت زیادہ بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ ابھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ بلوچستان کے ممبروں نے سروسز کے بارے میں سب سے زیادہ سوال کئے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہمارے پنجاب کے بھائی میر عبداللہ روکڑی صاحب نے ہمارے صوبے کی بھی نمائندگی کی۔ انہوں نے کہا کہ میانوالی بھی پسماندہ علاقہ ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے تمام علاقوں کو دیکھا جائے، جتنے بھی پسماندہ علاقے ہیں خواہ وہ بلوچستان میں ہوں، سندھ میں ہوں، فرنٹیئر میں ہوں یا پنجاب میں ہوں ان کے حقوق کو آپ بالکل حقوق کے انداز میں دیں۔ کیونکہ جب یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں اگر کسی کو انصاف اور حق نہیں ملے گا تو یقیناً ان میں شدید بے چینی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس کا بہتر طریقہ یہی ہے جیسے چھتاری صاحب نے فرمایا کہ اس کے اسباب دیکھے جائیں، اب یہ دور نہیں ہے کہ ایک صوبہ یا ایک علاقہ دوسرے صوبے یا علاقے پر dominate کرے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک پالیسی وضع کی جائے جس سے ہر صوبے کو اس کا کوٹہ مل سکے۔ اگر کوٹہ سسٹم بھی نافذ ہے تو بلوچستان میں اس کا نفاذ کبھی نہیں ہوا۔ ہماری کتنی ایسی کارپوریشنیں ہیں جہاں چپڑاسی تو بھرتی کئے

گئے ہیں لیکن پالیسی ساز اداروں میں کسی ایسے آدمی کو نہیں رکھا گیا کہ جو بلوچستان کی نمائندگی کر سکے جس طرح واپڈا ہے، ریلوے ہے۔ پی آئی اے ہے اور اس قسم کے دوسرے ادارے ہیں۔

آخری چیز میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دوسرے صوبوں کے لوگوں کے حالات نہیں جان سکتے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومتیں سنسر کا نفاذ کرتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ انفارمیشن کا محکمہ صوبائی بھی ہے اور مرکزی بھی ہے لیکن جب بھی پریس آرڈیننس کے بارے میں کہا جاتا ہے تو حکومت یہی کہتی ہے کہ ہم اس کو ختم کر رہے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے نام پر تمام علاقوں میں پریس ایڈوائس سسٹم نافذ ہوتا ہے وہ اخبارات والوں کو بتا دیتے ہیں کہ فلاں خبر شائع نہ کریں اور اس کے لئے وہ انتظامیہ کے افسران کو استعمال کرتے ہیں جو نہایت قابل اعتراض ہے۔ ابھی کوئٹہ کے واقعہ کے بارے میں انہوں نے ایسا کیا کہ وہاں جو کچھ بھی ہوا اس سلسلے میں ایڈیٹروں سے مشورہ کرتے بلکہ انہوں نے یہاں پنڈی ہی سے کہہ دیا کہ بھائی یہ خبر اس طرح سے شائع کیجئے جبکہ بی بی سی اور دوسرے غیر ملکی ذرائع سے وہ تمام معلومات آ رہی ہیں۔ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو سنسر شپ کو سب سے پہلے منسوخ کیا جائے اور یہ دوسرے صوبوں سے معلومات حاصل کرنے کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امن و امان میں یہ بڑا مسئلہ ہے کہ ہم اپنے پاکستان کے مختلف علاقوں کے حالات نہ سمجھ سکیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے، وہاں کے لوگ کیا سوچتے ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ جب وزیر داخلہ صاحب جواب دیں تو وہ سنسر شپ کے بارے میں بھی کسی مثبت پالیسی کا اعلان کریں۔ شکریہ۔

POINT OF ORDER RE: TAKING NOTES OF THE SPEECHES OF SENATORS BY D.I.B. STAFF

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے۔ وزیٹرز گیلری میں ڈی آئی بی کے کارکنان بیٹھ کر سینیٹر صاحبان کی تقاریر کے نوٹس لیتے ہیں۔ میں آپ سے یہ رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا یہ

[Maulana Kausar Niazi]

اقدام اس ہاؤس کے وقار کے منافی نہیں ہے ؟

جناب چیئرمین : جہاں تک مجھے معلوم ہے جتنے حضرات گیلری میں بیٹھے ہوتے ہیں جب تک وہ سینیٹر حضرات کے کام میں مداخلت نہیں کرتے ان کو پوری اجازت ہے کہ جو کچھ یادداشت وہ رکھنا چاہتے ہیں رکھیں ۔ اگر اس سے سینٹ کی کارروائی میں مداخلت ہوتی ہے یا کسی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو یہ ایک بالکل الگ بات ہو جاتی ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! یہی مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا اور جناب سپیکر نے یہ رولنگ دی کہ ڈی آئی بی کے کارکنان گیلری میں بیٹھ کر نوٹس نہیں لے سکتے اور ہم آپ سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی اس ایوان کے وقار کا تحفظ کریں ۔

جناب چیئرمین : میں وہ رولنگ دیکھ لوں گا کہ وہ کن حالات میں دے دی گئی تھی لیکن اس پر مجھے تو یا آپ صاحبان کو اگر وہ ڈی آئی بی کے جانے پہچانے لوگ ہیں تو میرے خیال میں آپ ان سے کیا توقع رکھتے ہیں کہ اگر انہوں نے نوٹس بھی لئے کہ جو اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتے وہ اور کیا کارروائی کر سکتے ہیں ۔

مولانا کوثر نیازی : مگر جناب والا ! وہ اس طرح threat قائم کرنا چاہتے ہیں اس ایوان کے سر پر کہ ہم لوگ بیٹھے ہیں اور خبردار کوئی ایسی بات کہی وہ ڈائری میں درج ہو جائے گی ۔

جناب چیئرمین : اس سے میرے خیال میں یہ خدشہ نہیں ہونا چاہیئے جو ہماری ڈیبیٹ یہاں پر ہے وہ سب پبلک ریکارڈ ہے ، وہ ہر ایک کے لئے اوپن ہے کہ وہ دیکھے ۔ بہرحال میں رولنگ دیکھ لوں گا اور آپ کو جواب دے دوں گا ۔ جناب طارق چوہدری صاحب !

DISCUSSION ON: INTERNAL SITUATION IN THE COUNTRY

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین : یہ آپ کے محدود پانچ اور چھ منٹ تو اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ :

شبِ وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا

جب تک یہ شب جدائی کا ٹکڑا نہیں جڑے گا تو یہ امن وامان اور دوسری باتیں پاکستان میں جتنا اس کا مسئلہ ہے اور اس کے بارے میں جو بات کی جائے گی داخلہ پالیسی پر کیونکہ وہ اتنی لمبی ہے کہ شب جدائی کے بغیر وہ مکمل نہیں ہو گی۔ بہرحال حکومتوں کے قیام کا اوّلین مقصد یہی تھا کہ لوگ اپنی آزادیوں کو تھوڑا سا محدود کریں اور اجتماعی مسائل کو حل کیا جاتا۔ اپنے ملک میں ہم دوہری حکومتوں کے زیرِ سایہ رہتے ہیں۔ ایک مارشل لاء کی حکومت اور دوسری جمہوری حکومت، لیکن اس کے باوجود حکومت کے قیام کا یہ جو مقصد تھا کہ وہ لوگوں کی جان کا تحفظ کرے، مال کا تحفظ کرے، ملک کا تحفظ کرے اور ملک کو نقصان پہنچانے والے جو عوامل ہیں ان کی روک تھام کرے۔ ان میں حکومت آج تک مکمل طور پر ناکام رہی ہے۔

اب ہمارے جو آج کے وزیر داخلہ ہیں خاص طور پہ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ بات کہاں سے شروع کروں، پچھلے ۸ سال سے یا اب جب سے انہوں نے چارج سنبھالا ہے۔ اگر پچھلے آٹھ سال کی بات کی جائے تو وہ بڑی لمبی بات ہے اور اگر جب سے انہوں نے اقتدار سنبھالا ہے اس دن سے بات کی جائے تو پھر ابھی نومولود کا تو نام ہی رکھا گیا ہے۔ جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ :-

ے لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاؤ
نہ ہو کچھ بھی تو دھوکہ کھائیں ہم کیا

اس ملک میں پالیسی جیسی کوئی چیز ہے ہی نہیں بلکہ روز کا انتظام ہے، عبوری انتظام ہے، عارضی انتظام ہے۔ جہاں پر ہنگامہ ہو جاتا ہے، جہاں کوئی شور ہو جاتا ہے وہاں پر فوری طور پہ کوئی کارروائی کر کے لیپا پوتی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ورنہ مستقل بنیادوں پر مسائل کو حل کرنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے جاتے۔ مثلاً کراچی کے واقعات کی اگر مثال دی جائے تو وہاں ایک چھوٹا سا واقعہ ہوا، ٹریفک کا ایک حادثہ ہوا اور ٹریفک کے حادثے کے بعد کچھ لڑکوں نے، کچھ نوجوانوں نے وہاں تھوڑا سا ہنگامہ کیا۔ اس ہنگامے کے اگلے روز پولیس نے بے جا تشدد کیا اور ۱۱ آدمی نظام آباد اور اس کے نواح میں ہلاک کر دیئے گئے اور وہ ۱۱ آدمی جو ہلاک ہوئے

[Mr. Mohd. Tariq Chaudhary]

تھے ان سب کے گولی سر میں یا سینے میں لگی ہوئی تھی یعنی ڈائریکٹ ان پر فائرنگ کی گئی جبکہ وہاں کوئی جلوس نہیں تھا، کوئی ہنگامہ نہیں تھا، کوئی جلسہ نہیں تھا۔ اس طرح وہاں پر خود ہنگامہ پیدا کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب وہ ہنگامہ بڑھا تو وہاں کرفیو لگا دیا گیا اور لوگوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے ان دنوں کراچی کا دورہ کیا، میں نے علاقے کو دیکھا اور وہاں سے واپس آکر پنڈی میں پریس میں یہ بات کہہ دی تھی کہ یہ ہنگامہ معمولی نہیں ہے، کرفیو کے ذریعے اس پر قابو پا لیا گیا ہے لیکن یہ دوبارہ اٹھے گا۔ یہ وارن کر دینے کے باوجود، بتا دینے کے باوجود پھر بھی کوئی اقدامات نہیں کئے گئے بلکہ کراچی کے جو وزراء تھے وہ کچھ تو اسلام آباد میں گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے اور کچھ لاہور میں پکنک مناتے رہے۔ یہ لوگ وہاں نہیں گئے اور اس کو صوبائی مسئلہ کہہ کر یہ ٹرخاتے رہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں سو کے قریب آدمی ہلاک ہو گئے۔ انہیں لوگوں کی ہلاکت کا اور اٹھنے والے ہنگامے کا اور دوسری چیزوں کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہے۔ وہ معاملات میں الجھے رہتے ہیں کہ یہ صوبائی ہے، یہ فلاں ہے۔ ہمیں نہیں پتہ کہ یہ صوبائی ہے، یہ قومی ہے ہمیں اپنا امن وامان چاہیئے، ہمیں اپنی جانوں کا تحفظ چاہیئے۔ ہماری وزارت داخلہ اس کی ذمہ دار ہے۔

اس کے بعد دوسرا اہم مسئلہ سمگلنگ کا ہے۔ سمگلنگ ہوتی ہے۔ ٹرکوں کے ٹرک آتے ہیں۔ ٹرین کی بوگیاں آتی ہیں اور پورے ملک میں ہر گاؤں میں ہر دیہات میں ہر قصبے میں باڑہ مارکیٹیں کھلی ہیں۔ ان کو سارا پتہ ہے۔ لیکن ان کے خلاف نہ کوئی کارروائی کرتے ہیں نہ اس کو روکنے کا بندوبست کرتے ہیں اس سے ہمارا ملک suffer کرتا ہے۔ یا پھر ڈاکٹر محبوب الحق کرتے ہیں جن کو بجٹ بنانا ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔ تیسرا اہم مسئلہ امیگریشن کا ہے ویسے ہماری وزارت داخلہ امیگریشن میں اقبال کے خوابوں کی تعبیر پوری کر رہی ہے۔

نہ ایرانی رہے باقی نہ افغانی نہ تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بے کراں ہو جا

کہ یہاں کوئی آتے، ایرانی آتے۔ افغانی آتے تورانی آتے، انڈیا سے آتے، بنگلہ دیش

سے آتے جو مرضی آتے پانچ سو روپیہ خرچ کر کے آئیڈنٹی کارڈ بنوائے اور اس کے بعد پاسپورٹ اور پاکستان کا شہری بن کر رہ جائے۔ اس کے لئے ان کے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے۔ کوئی اس کے لئے ان کے پاس بندوبست نہیں ہے۔ ملک کے تمام اہم مسئلوں کے بارے میں نہ یہ سنجیدگی سے سوچتے ہیں نہ عمل کرتے ہیں اور نہ پالیسی بناتے ہیں اور نہ کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ! پیر عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ معزز اراکین نے ان دو دنوں میں ہر اس موضوع پہ بحث کی جو کہ ملک میں داخلی انتشار کا سبب بنے ہوتے ہیں۔ دس سال پہلے یا پندرہ سال پہلے کے حالات دیکھے جائیں تو اس وقت سے ملک میں ڈکیتی، چوری، اغوا، منشیات کا کاروبار، قتل ہر قسم کے سنگین جرائم ملک میں رائج ہیں۔ ان جرائم کے علاوہ جو مشکلات قوم کو ہو رہی ہیں وہ انصاف اور انصاف کا حصول ہے۔ انصاف اور انصاف کا حصول اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ عام پاکستانی اس کے متعلق سوچ ہی نہیں سکتا ہے۔ اور ذکر میں نے ان جرائم کا کیا ہے لیکن جرم ایک ایسا ہے جس کو پردہ پوشی کرنے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ان جرائم میں ایک جرم جس کو رشوت ستانی کہتے ہیں وہ ہمارا ایک فن بن چکا ہے۔ جس کے ذریعے ہم ان سب گناہوں، ہم ان سب سنگین جرائم پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ رشوت کی شکل میں جرائم کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ ایک آواز جو اسمبلیوں میں اٹھ رہی ہے وہ احساسِ محرومی ہے، احساسِ کمتری ہے۔ جس کا بار بار اس اسمبلی میں عام طور پہ ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری اسمبلیوں میں بھی اس کے بارے میں آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ لیکن ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ طبقاتی آواز یہ محرومی کن وجوہات سے ہوئی ہے۔ وجوہات صاف ظاہر ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد ایک ایسا طبقہ ایک ایسی بیوروکریسی ملک میں قائم ہو گئی جنہوں نے ہمارے ملک پہ حکومت کرنی شروع کر دی۔ جو آزادی ہم نے بڑی بڑی قربانیوں سے حاصل کی وہ آزادی ہم سے غصب ہونی شروع ہوئی۔ اور اس کے لئے مختلف طریقے استعمال

[Syed Abbas Shah]

کئے گئے جو حکومت بھی آئی اس کے ہاتھ کاٹے گئے۔ ان کے لئے ریڈیمیڈ پالیسی بنائی گئی جو کہ ان کے لئے فائدہ مند ہو اور ان لوگوں کے جو پروگرام تھے، عزائم تھے جو کہ ملک کی ترقی کے لئے ملک میں بیکاری کو ختم کرنے کے لئے، ملک سے جرائم ختم کرنے کے لئے کوششیں تھیں وہ انہوں نے ختم کر دیں۔

آج ہم ایسی پوزیشن میں پہنچ چکے ہیں کہ ہمارے ملک میں آزادی ہونے کے باوجود آزادی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ حالات اس وقت ساری قوم محسوس کر رہی ہے۔ اور ایک موقع دوبارہ آیا ہے کہ ایک منتخب حکومت اس وقت ملک میں آئی ہے۔ لوگوں کی ان کے ساتھ امیدیں وابستہ ہیں۔ اور میرے خیال میں یہ ایک آخری امید ہے۔ اگر یہ طبقاتی اور فرقہ ورانہ حالات ہم نے ختم نہ کئے تو یقین جانیئے کہ ملک میں حالات اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ جس کو ہم کنٹرول نہیں کر سکیں گے۔ چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل پیش کرتا ہوں۔ مشکل یہ ہے کہ اخبارات بھی سنسر کی وجہ سے ایک علاقے کی اطلاع دوسرے علاقے کو نہیں دے سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک سیٹلڈ ایریا ہے اور ایک قبائلی علاقہ ہے۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ وہاں سے جرائم پیشہ افراد، میں عام قبائیلی کو بڑی عزت سے دیکھتا ہوں، میں قبائیلی لوگوں کی کافی قدر کرتا ہوں، لیکن چونکہ قانون کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہاں پر جرائم پیشہ افراد ہیں جو کہ قبائلی بھی ہو سکتے ہیں اور ہماری سیٹلڈ ڈسٹرکٹ سے بھی وہاں چلے جاتے ہیں۔ ان سے ہماری جان اور مال کی حفاظت نہیں ہو رہی ہے۔ کسی زمانے میں قبائلی جہاد کے نعرے پر آتے تھے اور ہندوؤں کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ ہماری حالت وہی ہندوؤں جیسی ہے۔ ہمارے علاقے سے لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ روزانہ یہ واقعات ہوتے ہیں۔ ایک عملہ جس کو سرکار نے مقرر کیا ہے اور جس کو پولیٹیکل اتھارٹی کہتے ہیں وہ اس لئے تھا کہ وہ ہمارے حقوق کا اس علاقے میں تحفظ کر سکے۔ لیکن آج وہ لوگ ان کے ساتھ ایک پارٹی بنے ہوتے ہیں۔ قبائلی علاقے کا ایک شریف آدمی ان کے پاس نہیں جا سکتا۔ لیکن جرائم پیشہ افراد ان کے دفتروں میں باعزت طریقے سے بٹھائے جاتے ہیں۔ اور جس وقت Ransom money وہ وصول کرتے ہیں تو باقاعدہ پولیٹیکل آفیسر

اس میں حصہ لیتے ہیں یہ fact ہے اور اس کے لئے ہمارے پاس ثبوت بھی موجود ہیں کہ ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ سیٹلڈ ایریا سے واردات کر کے قبائلی علاقے میں چلے جاتے ہیں تو وہاں پر ان کو خاص مراعات دی جاتی ہیں۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ وزیر، بلوچ، پشاوری، آفریدی، کوہاٹی، پارہ چنار کے لوگوں کے درمیان ایک ایسا طبقاتی فاصلہ پیدا ہونے والا ہے کہ اس کی شکل مجھے یقین ہے کہ ایک سول وار کی طرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عام آدمی کو سیٹلڈ ایریا میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ کون سا وزیر مجھے اٹھا رہا ہے یا میری چوری کر رہا ہے۔ شام پانچ بجے کے بعد ڈپٹی کمشنر کی ہدایات ہیں کہ ہم لوگ باہر نہ نکلیں۔ کوئی شریف آدمی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ان حالات میں ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا مسئلہ افغان مہاجرین کا ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں وہ کیوں آئے ہیں۔ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ جس وقت تک ان کا مسئلہ ہے وہ یہاں رہیں۔ لیکن دنیا میں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ مہاجرین جس علاقے میں ہجرت کرتے ہیں انہیں کھلے بندوں چھوڑ دیا جائے اور اس علاقے میں انہیں کوئی روک تھام نہ ہو۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں کلاشن کوفز ان کے ہاتھ میں پکڑے ہوتے ہیں۔ وہ ہماری املاک کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر قسم کے کرائم میں ان کا ہاتھ ہے۔ اس حد تک پشاور یونیورسٹی کے بعض واقعات میں ان کے بعض لیڈروں کا ہاتھ ہوتا ہے اور کچھ لوگ ہمارے ہاں بھی ان کی امداد کرتے ہیں کہ وہ یونیورسٹی کے affairs میں مداخلت کریں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اپنی مشکلات کو آپ کے سامنے کر دیا ہے۔ وزیر داخلہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد : جناب چیئرمین و ممبران سینٹ! السلام علیکم! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ملک کے داخلی امور پر اپنی معروضات عرض کرنے کا موقع دیا۔ آج تین دن سے سینٹ کے ممبر حضرات کی تقاریر سنی ہیں۔ ان سے ملک کے اندرونی حالات پر بڑی واضح روشنی ڈالی جا چکی ہے۔

[Shaikh Ejaz Ahmad][Shaikh Ejaz Ahmad]

سمگلنگ، رشوت ستانی، کرپشن ان تمام topics پر ایک بڑی جامع بحث ہو چکی ہے۔ چند الفاظ میں بھی اس بارے میں کہتا ہوں لیکن میری گزارشات زیادہ تر تجاویز پر مشتمل ہوں گی۔

کراچی کی بندرگاہوں سے اور سمگلنگ کراچی کی بندرگاہوں corruption سے اور دوسرے بارڈر سے شروع ہو کر درۂ خیبر تک موجود ہے اور درۂ خیبر سے منشیات شروع ہو کر بندرگاہوں سے بیرونِ ملک روانہ ہو جاتی ہیں۔ اس سمگلنگ اور کرپشن سے ناجائز دولت لوگوں کے ہاتھ میں آتی ہے۔ جو لوگ جائز دولت کماتے ہیں اور معمولی نوکریاں کر رہے ہیں جب وہ ان لوگوں کے حالات دیکھتے ہیں تو وہ بھی دگرگوں ہو جاتے ہیں اور criminal life کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لہٰذا سمگلنگ اور منشیات کی روک تھام کے لئے جو کہ ہمارے ملک میں کینسر کی طرح پھیل رہی ہے بڑے واضح اقدام کی ضرورت ہے۔

کرپشن کے بارے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رشوت کا دور ہے، کسٹم افسران، انکم ٹیکس افسران، پولیس افسران، ان تمام افسران میں رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس پوائنٹ کو further elabarate کرنے کی بجائے میں ایک مختصر سی تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہر شہر، ہر تحصیل اور ہر گاؤں میں سٹیزنز کمیٹیاں بنا دی جائیں جو کہ الیکٹڈ نمائندوں اور شہر کے دوسرے معزز حضرات پر مشتمل ہوں۔ یہ سٹیزنز کمیٹیاں رشوت خور افسران اور کرپشن کے حالات دیکھ کر پہلے آپس میں discuss کرنے کے بعد ڈائریکٹ منسٹری کو اپنی سفارشات پیش کریں۔ اس طریقے سے بیوروکریسی کے ان حضرات کو جو کہ کرپشن میں بری طرح ملوث ہیں ان کو یہ ڈر رہے گا کہ سٹیزنز کمیٹی ہمیں watch کر رہی ہے۔

sir ! میں کرپشن اور سمگلنگ کے بارے میں مزید باتیں نہیں کروں گا چونکہ میرا تعلق تاجر اور انڈسٹری برادری سے ہے۔ میں آپ کو وجہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سمگلنگ یہ کرپشن یہ تمام چیزیں ہمارے ملک میں کیوں پیدا ہوئی ہیں۔ Sir ! میری نگاہ میں ایک ہی بڑی وجہ نظر آتی ہے۔ دوسری وجوہات بھی ہوں گی۔ میری نظر

میں As a student of economics اس کی وجہ Un-employment سے ہے
اگر کسی کو عزت کی روزی ملے تو نہ وہ ڈاکہ مارتا ہے، نہ وہ چوری کرتا ہے نہ وہ
سمگلنگ کرتا ہے اور نہ ہی وہ کوئی دوسرے ناجائز کام کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں
لوگوں کو عزت کی روٹی میسر نہیں ہے jobs available نہیں ہیں۔ میں نے گریجویٹس کو دیکھا
ہے کہ وہ ہزار، پندرہ سو روپے کی تنخواہ کے لئے سفارشیں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔
یہ بھی ایک ہائپوتھیٹیکل سٹیٹمنٹ ہو جاتا ہے لیکن میں state of statement کی
support میں یہ کہوں گا کہ ہمارے ملک کی economy سے
وہ قوم اور عوام کو economic orientation کی طرف ترغیب دے۔ ہمارے
عوام سیاسی طور پر تو بڑے oriented ہیں۔ یہ ایک اچھی چیز ہے۔ یہ انسان میں ہونی
چاہیئے لیکن میری نگاہ میں قوموں کی ترقی کے لئے economic emancipation
اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ political emancipation
میں ابھی چند واضح باتوں کی طرف ابھی آؤں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں
economic emancipation کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ پچھلے آٹھ سال
سے ہم اخباروں میں پڑھتے آرہے ہیں کہ ملک کو آزادانہ امپورٹ پالیسی دے دی
گئی ہے۔ عوام کو آزادانہ انڈسٹریل پالیسی دے دی گئی ہے۔ میں اس سینٹ سے
اپنے معزز حضرات کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی آزادانہ انڈسٹریل پالیسی ہمیں نہیں دی
گئی ہے۔ یہ صرف اخباری باتیں ہیں یہ صرف کیموفلیجنگ ہے۔ سر! جب ہم اخبار
میں پڑھتے ہیں کہ آپ تین کروڑ روپے تک کا لائسنس لیں اور مشین باہر سے لے
آئیں۔ جب ہم لائسنسنگ اتھارٹی کے پاس جاتے ہیں تو وہ ہمیں انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ
کی ایک ہولی بک پیش کر دیتے ہیں جس میں صرف دو پوائنٹس ہوتے ہیں معاف کیجئے۔

It rnay be a little technical subject

میری نگاہ میں قوم کے لئے یہ معروضات بہت ضروری ہیں اور میں پریس سے
بھی Request کروں گا کہ وہ ان کو lime light پہ لے آئیں۔ جب ہم
انڈسٹری لگانے کے لئے اپنی گزارشات لے کر جاتے ہیں تو ہمارے آگے ایک ہولی

[Shaikh Ejaz Ahmad]

ٹیک پیش کی جاتی ہے اس میں دو پوائنٹ لکھے ہوتے ہیں۔ ان دو پوائنٹس کو کوئی پاکستانی پورا نہیں کر سکتا۔ سب سے پہلے انڈسٹری لگانے کے لئے وہ بہت مشکل پوائنٹ ہے۔ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ انڈسٹری لگاؤ۔ دوسری طرف ان دو پوائنٹ کا حوالہ دے کر وہ تمام چیزیں واپس لے لی جاتی ہیں۔ سب سے پہلا پوائنٹ تو اس میں یہ ہے کہ اگر ساٹھ لاکھ روپے سے زائد Raw میٹریل آپ کی انڈسٹری میں لگے گا تو جناب آپ ہمارے پاس نہ آئیں آپ شپ کارپس پہ جائیں۔ شپ کارپس پہ جب ہم جاتے ہیں تو وہاں پہ بائیس بیوروکریٹ آفیسرز بیٹھ کر اور فنانسنگ انسٹیٹیوشن کے افسران بیٹھ کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ انڈسٹری لگنی چاہیئے کہ نہیں۔ جب وہ چیز وہاں سے پاس ہو جاتی ہے تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ کیا آپ کی انڈسٹری میں امپورٹڈ میٹریل ساٹھ فیصد سے زیادہ استعمال ہوتا ہے یا کم۔ اگر ساٹھ فیصد سے زیادہ استعمال ہوتا ہے تو آپ اوپر ای سی سی میں جائیں پھر اسلام آباد کے چکر شروع ہو جاتے ہیں۔ سر! یہ آزادانہ انڈسٹریل پالیسی نہیں ہے۔

جناب والا! میں ایک مڈل کلاس انڈسٹریل طبقے سے تعلق رکھتا ہوں اور جب ہم آپس میں بیٹھتے ہیں اور ڈسکس کرتے ہیں تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ انڈسٹری لگانا ان شرائط کے تحت ممکن نہیں ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک پیسہ بھی نہ دیں۔ این آر آئی کے تحت کم از کم یہ اجازت دے دیں کہ بھائی جو مشین مرضی ہے لے آؤ۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ فری لسٹ ہے۔ جتنے کا مرضی سامان منگوا لو۔ اگر ایک پان والا جا کر ایک کروڑ روپے کا لائسنس مانگتا ہے کہ مجھے کیمیکل منگوانا ہے تو اس کو دے دیا جاتا ہے۔ اگر میں جاتا ہوں کہ مجھے کیمیکل کی انڈسٹری لگانی ہے تو میں نہیں لگا سکتا۔ جناب یہ تضادات ہیں برائے مہربانی میں وزیر صنعت اور وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ ان متضاد باتوں کو اپنی انڈسٹریل اور فنانشل پالیسی میں سے دور کریں۔ ہمیں ملک کو ایک صحت مند معاشرہ دینا ہے اور ایک صحت مند معاشرہ دینے کے لئے انڈسٹریل پراگریس، انڈسٹریل انقلاب کی ضرورت ہے۔ صرف اسی صورت میں ہماری قوم ترقی کر سکتی ہے۔ میں صرف دو منٹ اور لوں گا۔ میں نے چار دن میں

کسی بھی بحث میں حصّہ نہیں لیا صرف اسی انتظار میں ۔

اب آخری بات مجھے کرنی ہے ۔ میرا تعلق کراچی سے ہے ۔ سندھ کے صوبے سے ہے ۔ یہ لوکل matter ہے ۔ اس معاملے کو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ میں تحریکِ التواء پیش کرنا چاہتا تھا ۔ میں نے نہیں کیا ۔ کہ ٹیکنیکل وجوہات پر ممکن ہے مسترد ہو جاتے لیکن دو منٹ میں بات کروں گا وہ بات ہے فیول ایڈجسٹمنٹ چارجز کی ۔

Fuel Adjustment Charges:

It is relevant for Interior Ministry also because there might be some other conditions, there might be industrial unrest in Karachi.

مجھے کل کراچی سے بے انتہا ٹیلیفون موصول ہوتے اور ٹیلی گرامز بھی آئیں ۔ یہ فیول ایڈجسمنٹ چارج جو ہے یہ کراچی کے ساتھ ایک ڈسکریمینٹری ٹریٹمنٹ کیا جا رہا ہے ۔ کراچی جو کہ منی پاکستان ہے ، جو کہ انڈسٹری کا گہوارہ ہے وہاں کے انڈسٹریلسٹ کو ایک اتنا بڑا سرچارج لگا دیا گیا ہے کہ میرے خیال میں انڈسٹری کے بند ہو جانے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے ۔

کراچی چیمبرز آف کامرس میں انڈسٹریز اور بزنس میں ان کی ایک میٹنگ ہوتی اور وہ لوگ کراچی آنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں ۔ میں سینیٹرز حضرات کی توجہ اس معاملے کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ یہ فطری اصولوں کے خلاف ہے ۔ آپ اندازہ کریں کہ اگر سٹیل ملز کی مصنوعات پورے پاکستان میں ایک ہی قیمت پر بکتی ہیں ۔ اسی طریقے سے پرائیوٹ اداروں کی چیزیں بھی پورے پاکستان میں ایک ہی قیمت پر بکتی ہیں یہ گورنمنٹ کا پالیسی میٹر ہے ۔ تو Electricity کراچی کے انڈسٹریلسٹ کو تقریباً ڈبل ریٹ پر کیوں ملتی ہے ۔ اس بجٹ کے بعد تقریباً بیس پیسے ایف ایس سی سرچارج اور لگا دیا گیا ہے ۔ اس سے قبل آپ کو میں یہ بتاتا چلوں کہ فکس چارجز کے علاوہ انرجی چارجز صرف بیس پیسے ہیں ۔ جتنی انرجی ہم انڈسٹری میں کنزیوم کرتے ہیں صرف بیس پیسے فی یونٹ اس کا ہمیں انرجی چارجز لگایا جاتا ہے ۔ لیکن فیول ایڈجسٹمنٹ چارج کی صورت میں جون کے

[Shaikh Ejaz Ahmad]

بل نوے پیسے فی یونٹ اب سے لگایا گیا ہے۔ یہ سکیم ۱۹۶۹ میں شروع کی گئی تھی جبکہ بیس فیصد ایف ایس سی سرچارج ریکمنڈ کیا گیا تھا۔ کیونکہ کراچی میں Electricity جو ہے وہ تھرمل پاور سے بنائی جاتی ہے اور پنجاب سے Electricity ھائیڈل پاور سے بنائی جاتی ہے۔ جناب میری درخواست ہے کہ کراچی کے انڈسٹریالسٹ کو جنہوں نے ھائیڈل پاور میں مساوی حصہ لیا ہے۔ اگر منگلا اور تربیلا ڈیم کے ٹیکسیز میں، کنسٹرکشن میں پنجاب نے اور دوسرے صوبوں نے ٹیکسیز ادا کئے ہیں تو سندھ نے بھی اتنے ہی ٹیکسیز ادا کئے ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ٹیکسیز میں سندھ نے زیادہ حصہ ادا کیا ہے۔ پھر کراچی کے ساتھ یہ غیر مساوی سلوک کیوں کیا جا رہا ہے مجھے یہ خدشہ ہے کہ انڈسٹری بند ہو جائے گی جبکہ پہلے ہی ری میلیٹیبل اور ری رولنگ انڈسٹری پر یہ اثر ہو چکا ہے۔ بہت سارے ایسے کارخانے کراچی میں بند ہو گئے ہیں۔

میں ایک مثال اور دوں گا کہ اگر ایک ساڑھے بارہ ہزار سپینڈل کی ٹیکسٹائل ملز کراچی میں ہے تو وہ ساڑھے چار لاکھ روپے ماہانہ ٹیکس دے رہی ہے۔ بجلی کا بل دیتی ہے۔ اگر وہی مل اگر کراچی سے باہر ہے تو وہ صرف دو لاکھ روپے دیتی ہے۔ اس طرح صرف ایک ٹیکسٹائل ملز کو تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ کا فرق پڑتا ہے۔ آج مقابلے کا زمانہ ہے۔ اتنا منافع ٹیکسٹائل ملوں میں نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ کراچی میں سلک ملیں بند ہو چکی ہیں اور دوسرے صوبوں میں وہ ملیں چل رہی ہیں۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ ! جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب !

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔ انما المومنون اخوۃ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ پاکستان میں جو کچھ حالات ہیں۔ اس سے ہر ذی شعور انسان واقف ہے لیکن ہم نے اس سرزمین پاکستان کے چپے چپے کے تحفظ کی قسم کھائی ہے کہ ہم اس ملک میں رہتے ہوئے اس کے ایک ایک درخت اور ایک ایک خوشے کی حفاظت کرنا اپنا فرض عین سمجھیں گے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ملک کی نوکر شاہی اور افسر شاہی کی ایک تربیتی پروگرام کے تحت اصلاح کی جاتے اور انہی کی برکت

اور طفیل سے اگر اس معاشرے میں صحیح اقدامات کئے جائیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ ملک صحیح معنوں میں اسلام کا گلستان نہ بن جائے اور ہر شخص چین اور امن کے ساتھ رہنے میں سکون اور فخر محسوس نہ کرے ۔ جیسا کہ آپ کو حالات کا علم ہے کہ کراچی میں کچھ واقعات رونما ہوئے لیکن مزدور طبقہ جو پتھر کوٹنے والا مزدور تھا ، اس کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا اور وہ پتھر کوٹنے والے مزدور سوات ، دیر ، چترال اور ژوب کے تھے ۔ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے تھے ۔ ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی گہری سازش اس لئے معلوم ہوتی ہے کہ وہاں اور بھی لوگ تھے ۔ لیکن ان مزدوروں کو صرف اس لئے نشانہ بنایا گیا تاکہ ان کا ردعمل ہو اور چاروں صوبوں میں اس کے اثرات پھیلیں اور عوام اٹھ کھڑے ہوں کہ یہ ہمارے لوگوں کو کیوں مارا تاکہ ان صوبوں کو آپس میں لڑایا جائے ۔ یا تو افسر شاہی کا اس میں ہاتھ ہے یا پھر تخریبی عناصر کا ہاتھ ہے ۔ جو کہ اس کی پشت پناہی کرتے ہیں ۔

کیا اس وقت انتظامیہ کی انٹیلی جنس کو پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا ؟ اس لئے جہاں تک بارڈر کا تعلق ہے کہ چمن کے شہر میں جو گولہ باری ہوئی لیکن چمن ایسا شہر ہے جو بالائی علاقے میں واقع ہے اور چمن سے افغانستان کی سرحد نظر آتی ہے ۔ اس کی حفاظت کرنا ہمارے لئے فرض عین بنتا ہے اور افغانستان کے جو مہاجر آتے ہیں وہ یہاں آباد ہونے نہیں آئے بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ اپنی عزت و آبرو محفوظ کر سکیں ۔ پاکستان کی سرزمین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تیس لاکھ مہمانوں کو رہنے کے لئے جگہ دی ہے اپنے دل میں جگہ دی ہے ۔ وہ یہاں آباد ہونے کے لئے نہیں آئے ۔

[اس مرحلے پر کرسی صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین مخدوم سجاد حسین قریشی نے سنبھالی]

جناب والا ! پاکستان میں وہ حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ تیس لاکھ مہاجرین کی وجہ سے کوئی ایسی بات ہو کہ ان کو نشانہ بنایا جائے ۔ روہڑی میں اور پنجاب کے حسن ابدال کے ریلوے اسٹیشن پر واقعات کس طرح ہوئے ۔ لہٰذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ افغانستان کے مہاجرین جو ہمارے بھائی ہیں ۔ انما المومنون اخوۃ ۔ اسی لئے کہا گیا ہے ، مسلمان ، مسلمان کا بھائی ہے اور اسی لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کی سرزمین

[Mr. Abdul Rahim Mir Dad Khel]

پر افغانستان کے مہاجر جو آباد ہونے کو نہیں آئے بلکہ وہ باعزت طور پر اپنے وطن واپس جانا چاہتے ہیں اور ہم ان کو بڑی شان و شوکت سے اور بڑی عزت و احترام کے ساتھ ، وہ دن ہمارے لئے سعادت مندی کا باعث ہو گا ، ان کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالتے ہوئے ان کے گھروں میں واپس پہنچائیں گے ۔ لیکن جب تک وہ یہاں رہیں ہم خدمتگار رہیں ۔

ان کے علاوہ یعنی مہاجرین کی خدمت کرنے کے علاوہ ہم ہر ایک مسلمان کی خدمت کرتے ہیں ۔ بنگلہ دیش کو دیکھو ۔ وہاں کے سیلاب زدگان کے لئے قربانیاں دی ہیں' ان کے لئے امداد کر رہے ہیں ۔ اس طرح ہم افریقہ کے قحط زدگان کے لئے بھی خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں وہاں بھی پاکستان بھرپور انداز میں مدد کر رہا ہے ۔ آپ نے صدر پاکستان کی اپیل پڑھی ہو گی ۔ ہم ہر ایک انسان کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ بات ہرگز تسلیم نہیں کریں گے کہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو مارنے کی بجائے ناک کو کاٹیں ۔ لہٰذا جو خرابیاں ہیں ۔ ہمارا فرض ہے کہ ان خرابیوں کو دور کریں ہم اپنے گریبان میں دیکھیں کہ ہم میں کتنی خرابیاں ہیں ۔ اس ملک کی حفاظت اور تحفظ کے لئے ہم نے قسم کھائی ہے اور یہ اعزاز ہمیں حاصل ہے کہ اس ملک کی حفاظت کرنا ہم اپنا فرض عین سمجھتے ہیں ۔

اے میرے پاک وطن تیری بنیاد میں ہے لاکھوں شہیدوں کا لہو
ہم تجھے گنج دو عالم سے گراں پاتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب محترم اختر نواز خان صاحب ؟

جناب اختر نواز خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! ہم مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں موقع فراہم کیا ۔ آج تیسرا روز ہے کہ ہم داخلی معاملات پر بحث کر رہے ہیں ۔ جناب والا ، ایک عرض بڑے افسوس کے ساتھ کر رہا ہوں کہ جو معزز ممبر بھی اٹھا کسی نے اپنے ضلع کے متعلق ، کسی نے تحصیل کے متعلق اور کسی نے صوبے کے متعلق فرمایا ہے ۔ تو جناب والا ! میں اتنا عرض کروں گا کہ ہم ایوان

ہال میں بیٹھے ہیں۔ ہمارا یہ کام ہے کہ اگر داخلی معاملات پر بحث کی جاتے تو ہمیں یہ بات مدِنظر رکھنی چاہیئے کہ ہم پورے پاکستان کے معاملات پر غور کریں۔ اس لئے جناب والا! ہمیں نہیں چاہیئے کہ صوبہ سرحد کی بات کریں، صوبہ پنجاب کی بات کریں، بلوچستان کی بات کریں، سندھ کی بات کریں کیونکہ ہم نہ سندھی پہلے ہیں نہ بلوچی نہ پنجابی، نہ پٹھان بلکہ ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں اور اس کے بعد پاکستانی ہیں۔

جناب والا! تقریباً جتنے موضوع ہیں سب پر تفصیلاً گفتگو ہو چکی ہے۔ میں صرف مختصراً عرض کروں گا۔ جناب والا! اس وقت سب سے بڑی اس ملک میں جو وبا ہے وہ ہیروئن کی ہے جو کالجوں میں، لڑکوں کے کالجوں میں اور لڑکیوں کے کالجوں میں بھی پہنچ چکی ہے اور روز اخبارات میں ہم پڑھتے ہیں اور سننے میں آتا ہے کہ جناب وہاں بڑے فیشن ایبل لوگ اور فیشن ایبل لڑکیاں آکر ہیروئن فراہم کرتی ہیں۔ لیکن جناب والا! کسی نے بھی کوشش کی ہے کہ ان لوگوں کی نشاندہی کی جاتے یا ان لوگوں کو گرفتار کیا جاتے جو اس نوجوان نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں؟ اور یہ کوئی سوچ نہیں رہا ہے کہ یہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اس لئے جناب والا! میں اتنی عرض کروں گا کہ سب سے پہلے اس چیز کی نشاندہی کی جاتے اور کوشش یہ کی جاتے کہ وہ کون لوگ ہیں کہ جو اس قوم کو بربادی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

دوسری عرض جناب میں یہ کروں گا کہ کہا جاتا ہے کہ جناب عالی یہ ہیروئن صوبہ سرحد سے آتی ہے تو جناب والا! اس میں یہ عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ یہ صوبہ سرحد کی طرف سے آتی ہے کیونکہ ہمارے ساتھ افغانستان کا بارڈر لگتا ہے۔ جناب والا! اس میں صرف ایک التماس کروں گا کہ اس وقت تک جتنی ہیروئن جتنی افیون جتنی چرس اس وقت تک پکڑی گئی ہے کیا جناب میں یہ عرض کر سکتا ہوں جناب وزیر داخلہ صاحب سے کہ وہ اعداد و شمار بتائیں اس میں جو سرغنے پکڑے گئے ہیں وہ کس کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور میں جناب والا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنے لوگ بھی صوبہ سرحد کے پکڑے گئے ہیں ان میں یا کوئی غریب ڈرائیور تھا اور یا کوئی اس میں کوئی کیریئر تھا جو لالچ کی وجہ سے لے جا رہا تھا ایک تو سرغنہ

[Mr. Akhtar Nawaz Khan]

پکڑے نہیں جاتے اور اگر وہ پکڑے جاتے ہیں تو ان کا کام سامنے نہیں آتا اس کی وجہ معلوم نہیں کہ کیوں نہیں آتا لیکن جس وقت جناب والا آپ کے سامنے اعداد و شمار آئیں گے تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ ان لوگوں کا کس جگہ سے تعلق ہے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے ایک فیصد کا تعلق بھی صوبہ سرحد سے نہیں ہو گا۔

تیسری بات جناب والا! یہ ہے کہ اس وقت ملک میں ہر طرف ہتھیار جمع ہو رہے ہیں۔ ہتھیار باہر سے آ رہے ہیں۔ پھر سوال اٹھے گا کہ جناب وہ بھی درہ خیبر سے آ رہے ہیں۔ چونکہ وہ درے والے بنا رہے ہیں جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں یہ سوچنا چاہیئے کہ روسی اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے، انگریزی اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے اس کے بعد امریکن اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے جناب والا درہ میں نہیں بنتا۔ اس لئے جناب والا میں وزیر داخلہ صاحب سے ایک عرض کروں گا کہ لائسنسوں کا حصول جتنا آسان بنایا جائے تاکہ حکومت کے نوٹس میں آسانی سے یہ چیز آسکے کہ کس کے پاس کتنا اسلحہ موجود ہے۔ اس وقت جناب والا! ایک پرہبیٹڈ بور کے لئے ڈی سی کو درخواست دینی پڑتی ہے اور اس کے بعد وہ گورنر کے پاس جاتی ہے اور جب گورنر صاحب سینکشن دیتے ہیں تب وہ جا کر منظور ہوتا ہے۔ جناب والا! میں اتنی عرض کروں گا کیونکہ اس وقت ایک روسی رائفل ہے۔ جو ہمارے ملک میں عام ہے۔ میں اس وقت اپنے علاقے کے متعلق عرض کروں گا کہ مجھے اتنا علم ہے کہ کئی ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے اس کو اپنی عزت کا معاملہ بنا لیا ہے اور کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے زمینیں بیچ کر روسی رائفلیں خریدی ہیں۔ جناب والا! اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا لائسنس جو ہے اس کو آسان بنایا جائے۔ اور اس کا طریقہ کار آسان کیا جائے۔

جناب والا! باڑہ بازاروں کے متعلق سب بھائیوں نے بحث کی ہے۔ تو یہ باڑہ بازار مشہور تو باڑہ سے ہیں لیکن اب یہ باڑہ بازار کراچی تک ہیں۔ میں وثوق سے آپ کو یہ عرض کر سکتا ہوں۔ کہ باڑہ جو کہ پشاور میں ہے وہاں پر بھی جو سامان آتا

ہے وہ کراچی کی بندرگاہ سے آتا ہے اور کابل کے نام پر آتا ہے۔ کون لوگ ہیں جو اس کو کراچی میں اتار لیتے ہیں۔ کون لوگ ہیں جو اس کو لاہور میں اتارتے ہیں، کون لوگ ہیں جو اس کو راولپنڈی میں اتارتے ہیں اور کون لوگ ہیں جو اس کو پشاور میں اتارتے ہیں۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ ۲۰ گاڑیاں یا ۴۰ گاڑیاں کابل کے لئے فلاں جگہ سے آئیں اور انہوں نے بارڈر کراس کر لی، حالانکہ جناب عالی دو گاڑیاں بھی بارڈر کراس نہیں کر تیں۔ اس لئے جناب والا! اس چیز کو مد نظر رکھا جائے۔ کہ یہ چیزیں کیوں ہو رہی ہیں؟

اس کے ساتھ جناب والا! میں ایک عرض اور کروں گا، آج تیسرا روز ہے اس پر بحث ہو رہی ہے۔ لیکن جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ آخر میں نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ تو سارا صوبائی معاملہ ہے۔ تو اب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ صوبائی معاملے کا ہم کیا کریں۔ کیونکہ سینٹ میں معزز ممبران بیٹھے ہیں، نیشنل اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ جب معاملات سارے صوبے کے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ لوگ یہاں بیٹھ کر کیا کریں گے اس لئے جناب والا! کوئی ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں سینٹر کو یہ حق ہو کہ وہ صوبائی معاملات میں دخل اندازی کر سکے۔

چوتھا پولیس کی زیادتیوں کے متعلق ہے۔ اس سے پہلے کافی کچھ بیان ہو چکا ہے میں اور تو کچھ عرض نہیں کر سکتا ایک چھوٹی سی مثال دوں گا۔ آج سے ڈیڑھ دو مہینے پہلے ایک شخص اقبال نامی جس کو بلاوجہ تھانے میں بلایا گیا اور ثقلین نامی ایک ہیڈ کانسٹیبل نے اسے تشدد کے ذریعے قتل کر دیا اور اس کے بعد وہ خود تھانے سے فرار ہو گیا اور آج تک اس شخص کی لاش نہیں مل سکی۔ اور اس ہیڈ کانسٹیبل کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اس نے اس سے پہلے بھی کئی اس قسم کی وارداتیں کی ہیں۔ جناب والا! میں نے ۸ تاریخ کی اخبار میں یہ پڑھا تھا۔ پہلے اس نے ضمانت قبل از گرفتاری کرائی اور اس کی سیشن جج صاحب کے پاس پیشی تھی۔ تو اس نے وہاں سے کسی ڈاکٹر سے درخواست بھجوائی کہ وہ بیمار ہے لہٰذا وہ پیش نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دن اور تاریخ دی اس تاریخ پر بھی وہ پیش نہیں ہوا۔ تو اس کی درخواست مسترد کر دی گئی۔ میں

[Mr. Akhtar Nawaz Khan]

جناب والا! اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ہیڈ کانسٹیبل اتنا پاورفل ہے کہ ساری حکومت میں شور مچا ہوا ہے کہ اس کو پکڑا جائے۔ ساری حکومت کہہ رہی ہے، عوام کہہ رہی ہے، ممبران کہہ رہے ہیں کہ اس کو پکڑا جائے اور وہ ہیڈ کانسٹیبل اتنا طاقتور ہے کہ اس کو نہ تو پولیس پکڑ سکتی ہے۔ نہ اس کو کوئی قانون پکڑ سکتا ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی ہے کہ اس سے اوپر سب انسپکٹر اور انسپکٹر تک چلے جائیں گے تو طاقت بڑھتی جائیں گی۔ اس لئے ان چیزوں کا سدِ باب کیا جائے۔

ڈکیتی، قتل یہ روز کا معمول ہے۔ آئے دن راستوں میں دن دھاڑے بسوں کو روک لیا جاتا ہے۔ ویگنوں کو روک لیا جاتا ہے۔ جی ٹی روڈ پہ روکا جاتا ہے۔ تو جناب والا! کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ اور آج تک ان کی تفتیش جاری ہے کسی کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اخبارات پر سنسرشپ لگا ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کو ہٹایا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل بہت کم پڑھا لکھا آدمی بھی بی بی سی اور وائس آف امریکہ سنتا ہے۔ ہمارے ملک میں اگر کراچی میں کوئی واردات ہوتی ہے تو وہ بی بی سی پہلے بتاتا ہے، وائس آف امریکہ پہلے بتاتا ہے لیکن ہمیں دس روز کے بعد پتہ چلتا ہے ....

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں فاضل ممبر سے نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ان کا وقت جو ہے وہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب اختر نواز خان : جناب والا! میں ختم کرتا ہوں۔ اس لئے اس چیز کو مدِ نظر رکھیں اور اس چیز کو ختم فرمائیں۔ اور آخری عرض میں یہ کروں گا کیونکہ سارے بھائی سندھ اور پنجاب سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے علاقے تربیلا ڈیم کے متاثرین کو گورنمنٹ نے سندھ اور پنجاب میں جگہ الاٹ کی ہے تو میں تمام سندھ اور پنجاب کے بھائیوں سے التماس کروں گا۔ کیونکہ جس وقت گورنمنٹ ان کو جگہ دیتی ہے وہاں کے زمیندار دوبارہ اس جگہ پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ وہ ان سے چھین لیتے ہیں۔ میں آخر میں ان سے یہ عرض کروں گا۔ میری ان سے استدعا ہے چونکہ وہ یہاں سے اجڑے ہوئے گئے ہیں اور آپ مہاجروں کی مثال لے لیں۔ اگر ۳ لاکھ کو ہم مہمان رکھ سکتے ہیں۔ یہ جو تھوڑے سے گئے ہیں چند سو

گئے ہیں - ان بیچاروں کو ہم اپنے علاقے میں نہیں بسا سکتے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! میر یوسف علی خان مگسی صاحب ؛

میر یوسف علی خان مگسی : جناب والا ! داخلی صورت حال پر اور بدامنی پر بڑی مقفیٰ اور مسجع تقاریر ہوئیں - میں آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ملک میں داخلی صورت حال اطمینان بخش نہیں ہے - کسی بھی ملک میں داخلی امن قائم رکھنا دو اداروں کا کام ہوتا ہے - ایک پولیس اور دوسرا پاکستان میں ہماری بیوروکریسی ہے - کمشنر، ڈپٹی کمشنر، اب پولیس کا یہ حال ہے کہ دنیا میں کرپٹ ترین نہیں تو کم ازکم ان میں ایک پولیس پاکستان کی ہے - سندھ میں ۲۰ ہزار روپے آپ کی جیب میں ہوں you can shoot anybody دوسرا پاکستان میں جمہوریت کا جو عملی طریقہ کار رہا ہے - اسے کہتے ہیں

'Government of the people, by the people and for the people.'

یہاں جو جمہوریت رہی ہے

'Government of the bureaucracy, for the bureaucracy and by the bureaucracy'

اس کے باوجود ان لوگوں کو شروع سے لے کر خاص طور پر ۵۳ء سے لیکر فل پاور حاصل ہے اور یہی ادارے ہیں جو نظم و ضبط قائم رکھتے ہیں - تو اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی ملک میں اگر داخلی انتشار ہوتا ہے تو وہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی بے انصافیوں کا نتیجہ ہوتا ہے - ۴۸ء سے پاکستان میں ایک آمر پر دوسرا آمر آیا - میں سویلین آمروں کی بات کر رہا ہوں - ملٹری والوں کی میں بات نہیں کرتا - اب ایک آمر کو اپنی آمریت قائم رکھنے کے لئے پولیس والوں کا سہارا لینا پڑتا ہے، یا بیوروکریسی کا، اور انہوں نے ان کی عادتیں خراب کی ہیں میں اس ایوان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی ناانصافیاں کیسے ہوتی ہیں - ۶۲ء میں، میں ویسٹ پاکستان اسمبلی کا ممبر تھا - ۶۵ء میں تھا - تو کم ازکم یہ چیز تھا - بجٹ میں دیکھ رہا ہوں - میرا تعلق بلوچستان سے ہے - بھئی ٹھیک ہے

[Mir Yousaf Ali Khan Megsi]

۱۹۶۱ء میں کچھ نا انصافی ہوئی - ۱۹۶۵ء میں نہیں ہونی چاہیئے تھی - اس بجٹ کو بھی دیکھ کر میں اسی نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ :

؎ صحرا تو بوند کو بھی ترستا دکھائی دے
اور بادل سمندروں پر برستا دکھائی دے

جناب وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں نے ٹی وی پر سنی - انہوں نے بڑے دردناک انداز میں فرمایا کہ ہم چاہتے کہ گھر گھر بجلی پہنچے - یہ سن کر تقریباً آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے اور بجلی کیسے پہنچتی - بجلی وہاں پہنچائی جاتی ہے جہاں تین چوتھائی صوبہ پہلے ہی الیکٹریفائڈ ہے - وہاں بجلی نہیں پہنچائی جاتی جہاں پورے ضلع میں بجلی نہیں - بلوچستان کے ایسے بھی اضلاع ہیں جہاں بجلی نہیں ہے ، میں کہتا ہوں کہ یہ اقتصادی بے انصافی ہے ، کروڑہا روپے سڑکوں پر خرچ کئے جاتے ہیں - بلوچستان کی سڑکیں ہیں جو انٹرنیشنل ہائی ویز ہیں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے - وہاں تین چوتھائی صوبے میں سڑکیں ہیں - کچھی کے پورے ضلع میں صرف ۲۸ میل پکی سڑک ہے - یہ فرسٹریشن کا ہی نتیجہ ہے کہ ملک میں ڈاکے پڑ رہے ہیں اور یہ قتل و غارت ہو رہا ہے اور یہ بے اطمینانی اور یہ گھٹن کی فضا موجود ہے -

یہ نہیں کہ اس حکومت نے کچھ نہیں کیا ، قیام پاکستان سے لے کر اب تک یہی حال ہے - اس کی وجہ کیا ہے ؟ وجہ یہ ہے کہ اصل میں کسی بھی جمہوری ملک میں اداروں کی ڈیلیو ہوتی ہے ، جیسے قومی اسمبلی ہے ، صوبائی اسمبلیاں ہیں ، President with all his council یہاں کیا ہے کہ جب بھی کوئی شخص صدارت پر بیٹھتا ہے ، جب وزیر اعظم ہوتا ہے تو اس کو ٹی وی پر دکھایا جاتا ہے کہ اس نے یہ کیا اس نے وہ کیا - پہلے تو وہ شریف آدمی انسان بن کر آتا ہے پھر وہ دیکھتا ہے کہ پوری دنیا کہتی ہے کہ کرنے والا ہی میں ہوں تو اس کے دماغ میں فرعونیت آ جاتی ہے - اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے - اگر اس ملک کو ہم نے انتشار سے بچانا ہے تو میں یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں اپنے طریقہ کار کو بدلنا چاہیئے ، بجائے اس کے کہ ہم شخصیات کو آگے کریں ، ہمیں اداروں کو آگے کرنا چاہیئے - یہی ایک واحد طریقہ ہے کہ جس کے ذریعے سے ملک کو داخلی انتشار

سے بچایا جا سکتا ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جب بھی ہم فریاد کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ بلوچستان کے لوگ ہیں، یہ پاکستان کے مخالف ہیں، جی، یہ انتشار پھیلاتے ہیں، تعصب پھیلاتے ہیں۔ آپ میری بات سنیں کہ ایک تو آپ مجھے چوتھائی روٹی دیتے ہیں، اس چوتھائی میں سے بھی تین حصے لے گئے۔ میں فریاد کروں گا کہ نہیں کروں گا؟

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جان کی قربانی دی، مال کی قربانی دی پاکستان کے لئے لیکن یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ جب پاکستان بن رہا تھا تو انگریزوں نے بلوچستان کو مکمل آزادی کی آفر دی تھی۔ ۸۰، ۸۵ فیصدی ریاست قلات تھی بلوچستان میں۔ ہم نے اپنی آزادی کی قربانی دے کر پاکستان میں شمولیت اختیار کی پھر بھی ہم سے گلہ ہے کہ وفادار نہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو ہر وقت پاکستان میں چل رہی ہے یہ نتیجہ ہے فرسٹریشن کا جو اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے، یہ نتیجہ ہے اس بے یقینی کی فضا کا جو اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے، یہ نتیجہ ہے اس گھٹن کا جو اس ملک میں موجود ہے۔ اب اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے اور ہمیں چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ ہم ماضی کی غلطیوں پر کسی ایک شخص کی شخصیت کو اجاگر کریں، دوسرے شریف انسان کو فرعونیت پر پہنچا کر پھر تباہی کے راستے پر ملک کو لائیں، قومی اسمبلی ہے، صوباتی اسمبلیاں ہیں، سینٹ ہے آپ ان اداروں کو آگے بڑھائیں۔ آج کل تو یہ حال ہے بیوروکریسی کا کہ کسی سیکرٹری کے پاس، کم از کم بلوچستان کی حالت، اگر کسی منسٹر کا حکم جاتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے کسی سوکن کے پاس جاتا ہے، منسٹروں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اگر بیوروکریسی کو کنٹرول کریں گے تو یہ جمہوری ادارے بطور ادارے کے کام کریں گے۔

جناب والا! مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا احساس ہے۔ میں نے عرض کر دیا ہے کہ

[Mir Yausaf Ali Khan Magsi]

فرسٹریشن کی کیا وجہ ہے اور اس کا علاج بھی میں نے عرض کر دیا ہے۔ اسی کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب ذوالفقار علی چشتی صاحب!

جناب ذوالفقار علی چشتی : جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ جناب والا! رشوت کے متعلق، ڈکیتی کے متعلق، راہزنی کے متعلق اور قتل کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے یہ بھی درست ہے کہ پولیس ظالم ہے، رشوت لیتی ہے لیکن اس کا رشوت میں سترھواں نمبر ہے۔ اس سے پہلے ایسے ۱۹ محکمے ہیں جو انتہا کی رشوت لیتے ہیں۔ کمیشن انتہا کی لیتے ہیں۔ یہ مادیت پرستی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ جناب والا! میں ان چیزوں کا ذکر نہیں چھیڑوں گا میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس میں ہم بھی گنہگار ہیں۔ ہمارے علماء کرام بھی گنہگار ہیں۔ صوبائی تعصب انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ علماء کرام مساجد میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ دیوبندی بریلوی سے لڑ رہا ہے، شیعہ اہلِ حدیث کو گالی دے رہا ہے، اہلِ حدیث دیوبندی کو گالی دے رہا ہے۔ جناب والا! راتوں کو اور فجر کے وقت یہی بات لاؤڈ سپیکروں پر کہی جاتی ہے کہ فلاں مسلک غلط ہے، ہمارا مسلک درست ہے۔ نہ ان کو لوگوں کی نیند کا خیال ہوتا ہے، نہ بیمار کا خیال ہوتا ہے اور نہ ہی وہ طالبعلموں کے متعلق سوچتے ہیں کہ انہیں امتحان دینا ہے۔ جناب والا! اگر ہمارے یہ علماء کرام ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین کریں اور ہمیں یکجا کریں۔ ہمارے پاس مثال ہے سعودی عرب کی کہ جہاں پر مکہ مکرمہ میں حرم پاک میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے، مدینہ منورہ میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے۔ تو یہاں بھی حکومت کا فرض ہے کہ ہمیں یکجا کرے، ہمیں یک قالب کرے اور ہمیں یک جسم کرے۔

جناب والا! اب میں دوسری طرف آؤں گا کہ یہ صوبائی تعصب کیوں پھیلایا جا رہا ہے۔ ابھی چند دن پہلے پانی کا مسئلہ چھیڑا گیا۔ ایک ہی حکومت ہے اور وزیر دوسرے صوبوں پر تنقید کر رہے ہیں، یہ کیوں کیا گیا ہے۔ اس میں کس کا ہاتھ ہے، اس پر سوچنا ہوگا۔ حالانکہ پاکستان ہمارا ہے، ہم ایک جان ہیں، ایک جسم ہیں۔ اگر کسی صوبے کو

تھوڑا سا پانی زیادہ چلا جاتے تو اس میں کیا فرق پڑتا ہے؟

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ پارٹیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے برادریوں کو اجاگر کیا جا رہا ہے کہیں آرائیں ازم ہے اور کہیں جاٹ ازم ہے۔ یہ تعصبات جو پھیل رہے ہیں یہ ملک کے لئے مفید نہیں ہیں۔ ہمیں رشوت بھی ختم کرنی ہے یہ افسر شاہی بھی ختم کرنی ہے اگر جمہوریت لانی ہے تو آپ کو اسلام کی اقدار اپنانی ہوں گی، اگر اسلام نافذ کر دیں گے تو خلفائے راشدین کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ ہمارا اوڑھنا بچھونا اگر اسلام کے مطابق ہو گا تو یہ سب چیزیں ختم ہو سکتی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ہم کو سادگی اپنانا ہو گی، بے روزگاری کا مسئلہ جس سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں اب انتہا کو پہنچ چکا ہے اور رہی سہی کسر اس لوڈ شیڈنگ نے پوری کر دی ہے۔ لوڈ شیڈنگ تو اصل میں ایوان صدر میں ہونی چاہیئے تھی، اس ہاؤس میں ہونی چاہیئے تھی، جناب کے دفتر میں ہونی چاہیئے تھی۔ یہاں تو کاروں میں بھی اے سی لگے ہوتے ہیں اور دفاتر میں بھی اے سی لگے ہوتے ہیں اور گھروں میں بھی اے سی لگے ہوتے ہیں، یہ اے سی کیوں بند نہیں کر دیئے جاتے، یہ ٹیلی ویژن کیوں بند نہیں کر دیئے جاتے۔ میں کہوں گا کہ یہ بجلی کاشتکار کو سپلائی کریں، یہ بجلی صنعتکار کو سپلائی کریں۔ صنعتیں بند نہیں ہونی چاہئیں، کاشتکار کی پیداوار بند نہیں ہونی چاہیئے۔

میں جناب والا! آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ لوڈ شیڈنگ کاشتکار اور صنعتکار کی نہ کریں۔ اس ایوان میں بھی اے سی بند کر دیں۔ ہم اس کو برداشت کریں گے، ہمارے ہوسٹلوں میں بھی اے سی بند کر دیں۔ ہم برداشت کریں گے اور یہ جو رات کے وقت جگمگاتی روشنیاں ہیں جو صرف ڈیکوریشن کی خاطر جلائی جاتی ہیں ان کو بند کر دیں اور کاشتکار اور صنعتکار کو بجلی سپلائی کریں تاکہ یہ بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو سکے، بے روزگاری ختم ہو گی تو یہ رشوت بھی ختم ہو گی اور دوسرے جو بھی عوامل ہیں وہ بھی ختم ہوں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

Haji Akram Sultan: Mr. Chairman, while almost all the major issues nd problems faced by the nation today have been covered by the honourable enators, who have also given valuable suggestions and number of issues ave been brought into the notice of the respected Minister for Interior and

[Haji Akram Sultan]

I am sure he will kindly consider each one of them in depth and evolve som long lasting policies and systems. Talking about systems, which is a pre requisite for implementing any policy or policy decisions, called for evolvin a rational, practical, viable and feasible system, suitable to the condition prevailing in our society. A pressing requirement of the common man is that all such evils that block, suffocate, hamper his accessibility to the authorities from bringing to their notice, his grievances, may be eradicated, so, that his expectations to the major remedies are fulfilled, which under the present system takes months and months if not years. In order to register his complaints with the concerned authorities, he has to seek some support and influence. While the compiled volumes on constitutional rights of the common man and many more thesis and rules which are either superfluous or outdated or may be irrelevant but meaningful as well, this problem continues unabated. I would, therefore, like to bring to the notice of the honourable Minister through the Chair the existing system which needs to be studied and rectified.

This system, the root-cause of all the evils, was introducted by "Angrez Raj" to perpetuate their colonial rule, in the sub-continent and with utmost regret and pity, I have to point out that we have not been able to do away with this colonial legacy even after 38 years of independence. During the past post independence era, we have produced very able technocrats, intellectuals, politicians, scientists, professionals, scholars and bureaucrats but they have not been able to relieve the common man from the clutches of this colonial system which is the root-cause of our society's decay, germinating into lawlessness, corruption etc. In conclusion, I propose that a committee be constituted from the representatives of the people which should be required to evolve terms of reference as the first phase within a month if not earlier and submit the same to this House for approval, so that their conclusions and recommendations are placed for cosideration of the House before convening of the next session. Thank you, Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! میں محترم اراکین کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جب وہ اپنی تقاریر فرمائیں تو اس میں اس بات کا ضرور خیال فرمائیں تو پہلے پوائنٹس کا تکرار نہ کریں۔ اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اتنے بڑے ایوان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی تقاریر کو اس موضوع سے نہ ہٹائیں۔ اس وقت جو موضوع سامنے ہے وہ لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ سوئے ادب کی بنا پر درمیان میں نہیں ٹوکا جا سکتا۔ اس لئے وہ اپنی تقاریر کو اسی نفس مضمون تک محدود رکھیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ جناب سرتاج عزیز صاحب :

جناب سرتاج عزیز : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب صدر گزشتہ دو دنوں میں اور آج صبح داخلی صورت حال پر جو بحث ہوئی ہے وہ تمام حب الوطن پاکستانیوں کے لئے اور خصوصاً اس ایوان کے لئے نہ صرف باعث تشویش ہے بلکہ افسوسناک بھی ہے ۔ اس بحث کا پہلا مقصد تو ظاہر ہے یہ تھا کہ وزیر داخلہ اور وزارت داخلہ کے سامنے ان منتخب نمائندوں کے تجربات کے پیشِ نظر ان پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے جو اس وقت داخلی صورتحال میں پریشان کن ہیں اور ساتھ ہی کچھ تجاویز بھی پیش کی جائیں ۔ لیکن میرے خیال میں ساتھ ہی اس ایوان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ موجودہ صورت حال کے پیشِ نظر کہ اگر کوئی لائحہ عمل ایسا ہے جس میں یہ ایوان ان خرابیوں کو بنیادی طور پر دور کرنے میں کچھ اقدامات کر سکے تو اس پر غور کرے ۔

اس سلسلے میں یہ ظاہر ہے کہ جن مسائل ، خرابیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ نئی نہیں ہیں ۔ کافی عرصے سے اور دائمی صورت میں موجود ہیں ۔ لیکن ان کوتاہیوں کی شدت اور وسعت میں اضافہ یقیناً قابلِ غور ہے ۔ اور ساتھ یہ بات بھی کہ ایک خامی اپنی شدت کی وجہ سے دوسری خامی کو تقویت پہنچاتی ہے ۔ مثلاً رشوت ستانی معاشرے میں ناسور کی طرح پھیل رہی ہے لیکن ساتھ ہی اس کی وجہ سے سمگلنگ آسان ہو گئی ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہماری معیشت اور صنعتیں سمگل شدہ سامان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اس لئے ساری معیشت کی جڑیں کمزور ہو گئی ہیں ۔ اس طرح منشیات کا دارومدار سمگلنگ پر ہے اور اس سے نہ صرف ہم دنیا بھر میں بدنام ہو رہے ہیں کہ منشیات کا ایک بہت بڑا حصّہ باہر بھیج رہے ہیں بلکہ یہ اب ہماری نوجوان نسل کو دیمک کی طرح لگ گئی ہے ۔

اسی طرح جہاں تک انتظامی ڈھانچے کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ ڈھانچہ ان تینوں خرابیوں کو کم کرنے میں اور کنٹرول کرنے میں ناکام رہا ہے تو اس مسئلے کا تعلق بھی دوسری معاشرتی خامیوں سے ہے ۔ کیونکہ اس وقت جو احساس بے بسی اور مشکلات عوام کو درپیش ہیں ان کا تعلق غریب اور امیر کی تفرقی کے بنیادی مسئلے سے ہے کیونکہ

[Mr. Sartaj Aziz]

یہ مشکلات بارسوخ طبقے پر اس حد تک اثر انداز نہیں ہیں جتنی کہ غریب عوام کو درپیش ہیں۔ جناب والا! جرائم اور قانون شکنی کی وارداتیں جتنی ہمارے سامنے پیش ہوئیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہے کہ اس میں جو دائمی قسم کے جرائم ہیں مثلاً چوری اور جیب کترنا اس میں اتنا اضافہ نہیں ہوا جتنا کہ ڈاکے لوٹ مار فسادات اور اغوا کی وارداتوں میں ہوا ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جو بنیادی وجوہات ہمارے سامنے ہیں ان کے ردعمل میں، معاشی خرابیوں کے ردعمل میں اور انتظامی خرابیوں کے ردعمل میں ان واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور بات خاص طور پر قابل غور یہ ہے۔ جناب صاحب صدر! ان قانون شکنی اور جرائم میں کئی وارداتوں میں اضافہ اس وقت ہوا ہے جبکہ اقتصادی لحاظ سے ملک نے اچھی ترقی کی ہے یہ ایک لحاظ سے قابلِ غور بات ہے کیونکہ امریکہ جیسے ملک میں بھی جرائم میں اضافہ اس وقت ہوا جبکہ ان کی معاشی ترقی ایک خاص حد سے آگے بڑھ گئی۔ اگر ان حالات کا دنیاوی سطح پر جائزہ لیا جائے تو یہ ظاہر ہوگا کہ جب تک اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ سماجی ترقی نہ ہو جب تک مادی ترقی ایک نظریاتی نظام کے دائرے میں نہ ہو اس کے نتائج اچھے ہونے کے بجائے برے ثابت ہوتے ہیں۔ پاکستان اس وقت اقتصادی لحاظ سے غیر ترقی یافتہ ممالک کے پہلے درجے سے نکل کر دوسرے درجے میں جانے والا ہے۔ لیکن جہاں تک سماجی ترقی کا تعلق ہے چاہے تعلیم کے لحاظ سے دیکھ لیں بچوں کی اموات کے اعداد و شمار دیکھ لیں یا آبادی کی شرح رفتار کے لحاظ سے دیکھیں وہ اس وقت ترقی یافتہ ممالک کی صف سے بہت ہی نیچے طبقے کے ساتھ شامل ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جس طریقے سے یہ خرابیاں ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اگر ان کے حل اس طریقے سے وضع کئے جائیں کہ وہ ایک دوسرے کو تقویت دیں تبھی ان کا کوئی مناسب حل نکلے گا۔

جناب والا! اس پریشان کن صورتحال میں سب سے روشن پہلو اس وقت ہمارے سامنے سیاسی عمل کی بحالی ہے کیونکہ جتنی بنیادی خرابیاں ہیں ان کا بنیادی حل سیاسی اور منتخب اداروں کی بالادستی ہے۔ اس لئے اس وقت سب سے اہم تقاضا

ہے یہ سیاسی عمل جو شروع ہوا ہے یہ نہ صرف جاری رہے بلکہ مزید مستحکم ہو۔ اس لئے جو لوگ اس عمل میں روڑا اٹکانا چاہتے ہیں کہ یہ مکمل جمہوری عمل نہ ہو وہ ملک کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ موجودہ صورتحال میں بتدریج بحالی ہی جمہوریت کی ضامن ہے۔

جناب والا! یہ اس ایوان کی توقع ہے کہ جیسے جیسے یہ سیاسی عمل مضبوط تر ہوتا جائے اور اس کا پہلا دور سیاسی پارٹیوں کی بحالی کے بعد مکمل ہو جائے تو سب سے پہلے ترجیحی طور پر جو مسائل اس ایوان میں پچھلے دو دنوں سے پیش کئے گئے ہیں ان کا حل سوچنے کے لئے جامع منصوبے بنائے جائیں۔ جن اصلاحات کی ضرورت ہے یہ چند مہینوں میں تو مکمل نہیں ہو سکتے ان کے لئے برسوں کی ضرورت ہے لیکن آئندہ چند مہینوں میں ان اصلاحات کی ابتدا ہو سکتی ہے اور ایسے اقدامات کی بنیاد ڈالی جا سکتی ہے جن سے معاشرہ کی بنیادی اصلاح کا سلسلہ شروع ہو اور جن خرابیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ دور ہو سکیں۔

اس وقت تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ لیکن رشوت ستانی اور سمگلنگ کا تعلق معاشرے کے معاشی نظام اور انتظامی ڈھانچے سے ہے۔ اس وقت جو سلسلہ de-control اور de-regulation کا شروع ہوا ہے۔ امید ہے اس سے بیوروکریسی اور انتظامیہ کے اختیارات میں کمی ہوگی۔ اس طرح ممکن ہے کسی حد تک رشوت ستانی میں بھی کمی ہو۔ اسی طرح سمگلنگ کا تعلق ٹیکس کے نظام سے اور درآمدات کے نظام سے ہے۔ اگر ایک چیز کو آپ بہت مہنگا کریں یا بند کریں اور اس کی مانگ ہو، تو لوگ اسے کسی نہ کسی طریقے سے لانے کی کوشش کریں گے۔ امید ہے ٹیکسوں کے نظام کی تبدیلی سے یہ مسئلہ بھی کسی حد تک حل ہو جائے گا لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ de-central اور de-regulation کے ساتھ ساتھ جو امیر غریب میں تفریق ہے۔ وہ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عام طور پر de-regulation نظام کے مفادات اونچے اور امیر طبقے کو زیادہ پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے de-regulation کے ساتھ ساتھ ایک ایسا پروگرام شروع کرنا ہوگا جس میں غریب عوام اور چھوٹے کاشتکاروں کو تحفظ ملے اور ان کی بہبود کے لئے اقدام کئے جائیں۔

[Mr. Sartaj Aziz]

تیسرا مسئلہ انتظامی ڈھانچے کا ہے۔ یہ انگریزوں کا بنایا ہوا ہے اور ظاہر ہے انہوں نے اپنے لئے بنایا تھا۔ جس میں انتظامیہ اور پولیس کو بہت زیادہ اختیارات دیئے تھے۔ اس کو تبدیل کرنا آسان کام نہیں اور اس میں بہت وقت لگے گا لیکن اب ملک میں بلدیاتی اداروں کا نظام شروع ہو چکا ہے اور اس کی بنیاد باقاعدہ ڈالی جا چکی ہے۔ اگر یہ منتخب ادارے اپنے محدود فرائض کو صحیح طور پر انجام دے سکیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آگے چل کر ان کو ضلع کے پورے نظام کے فرائض کی ذمہ داری نہ سونپی جائے۔ یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ستر ہزار منتخب نمائندے یہ فیصلہ کر لیں کہ ان کا اولین فرض غریب عوام کا تحفظ اور بہبود ہے تو صورت حال بہت حد تک بہتر ہو سکتی ہے۔ یہی ذمہ داری صوبائی اور قومی سطح پر منتخب نمائندے بخوبی نبھا سکتے ہیں۔

چوتھا نکتہ جس کی اشد ضرورت ہے وہ ہے آزاد اور ذمہ دار پریس۔ کیونکہ جب تک پریس آزاد نہیں ہوگا۔ ان خرابیوں کو ٹھیک کرنے میں مدد نہیں ملے گی۔

آخر میں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ اخلاقی اور نظریاتی بہتری کے لئے ایک جامع منصوبہ بنانا پڑے گا۔ کیونکہ یہ خرابیاں صرف کنٹرول سے ٹھیک نہیں ہو سکیں اسلامی معاشرے میں اس لئے فرد کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کو بھی زیادہ مضبوط بنا کر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ صدر محترم! ان تمام اصلاحات کو عملی شکل دینا اور ان کو نافذ کرنا منتخب اداروں کا اولین فرض ہے اس لئے امید ہے کہ رولز آف پروسیجر اور سٹینڈنگ کمیٹیز کی تشکیل کے بارے میں جب غور و خوض ہو تو اس میں ایک ایسی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے جو اصلاح معاشرہ اور ان خرابیوں کو دور کرنے کے مسئلے پر تفصیلی غور کرکے اور صورتحال کا وقتاً فوقتاً جائزہ لے کر اصلاحات تجویز کرے اور ان پر مستقل طور پر عمل کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کرے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ: محترم جناب قاضی عبدالمجید صاحب

Mr. Abdul Majid Kazi: Many Members have already dilated upon this matter over last three days practically and gave their explanatory views at length. I would only say that from the talks and from my personal experience it is not out of place to mention that the situation of the law and order in the country is far from satisfactory. Whatever the efforts had been made so far, have not produced the desired results. It is our duty that we should get involved in this and sort out the problems which are also serious in nature, that is to say, that the law and order is a matter which pertains to the provinces. But in all the Provinces, what we hear from the Members, is that, the situation is not better in all the times. It needs very serious consideration and an proposition like this, Central or the Federal Government can not sit in the back seat and be a silent spectator. They have to play their important role in co-ordinating the efforts of the Provinces and give them directions and provide financial resources to curb these activities which are the root cause of these crimes. The corruption which is going unabated, has assumed the frightening heights and it is found in every walk of life. It has been said by my friends and other Members that it has assumed a Commercial Proposition. The corruption is just like Cancer eating away the roots of our economy and social structure. We have to very seriously deal with it with an iron hand and finish the root cause of the crimes.

The Democratic Government that has come into existence only two months back, perhaps has been busy with other issues and could not concentrate on the various aspects of the situation. I would urge them now to spare some time for these issues also and come out with very effective measures because it is the responsibility of any Government to look after the life, property, dignity and honour of the people. I find that we have not been able to do our role according to the present situation effectively and ably. Sir, I am an optimist by nature and I am fully convinced that no problem would lack the solution if it is tackled with sincerity and earnestness. I have suggestions to make for the consideration of this August House to form, I mean, setting up of a Commission comprising of Members of the Provincial Assemblies, Senate and the National Assembly with the confidence and cooperation of the Provincial Governments to examine this matter in depth and give their solutions and suggestions to overcome this problem as quickly as possible. They should deliberate on this burning topic in depth and get in touch with he experts, with the retired officers of the police; with the masses and then they should, come out with a solution. We should deal with this problem on crash programme basis. Though this is an unattainable job for me, we have to believe that the functioning of the police agencies particularly police force needs much to be desired.

Now, I personally feel that it is the motive, we have to have a change of mind. We find that there is no much dedication in carrying out law and order enforcement. They have to work with proper dedication and they should have a change of mind which is missing. Now, I come from the province of Sind and this would not be exaggeration to say that in the villages, the people cannot sleep because of the fear of cattle lifting. Now, since the police is not able to give

[Mr. Abdul Majid Kazi]

them proper protection, therefore, they will have to depend on their ow resources and in this case I would suggest that the Government should be libera in giving them licences through the Members of the Provincial Assemblies National Assembly and the Senate and and through other eminent persons o the provinces so that they can defend themselves.

Now, Sir, about the smuggling; we have been hearing very much abou it and we have learnt about the narcotics also ' منشیات ' All these are the evil and they are getting their support from the corruption. We should hav appropriate measures, we should have some authorities created in the countr which should be able to deal that with heavy hands because if we ignore thes things then our stability, our economy will be much at stake.

Now I would also say that one problem that we have ignored is illiteracy The police men have upper hands because they deal with the villagers wh do not know about their rights. They are not able to defend their familie and they are being harrassed by the police and are not able to defend themselves

Now, as a matter of fact, one of my friend has talked about the fue adjustment clause that is being applied to Karachi and we are going to hav a very serious impact of that on the industry. As a matter of fact, we ar passing through the crisis of energy and this is a very big subject and for whic I would suggest that we should have one or two days for discussions. Bu I would only try to say here that the amount of gas and the reservoir that w have got at our disposal and which have been proved. It is really very sad that we are burning the oil and putting the theorem clauses. If we had planne properly, there was no reason why we should not have come to some stage It is because of lack of planning, because of the foresight that we are actually I mean, getting our fuel imported from outside and our factories are cryin for this, I mean, the cost of production is going up and we are not taking not of it.

So, I would suggest that we should take care of the un-employment also Because what we have found in Sind is that people who are educated, wh were graduates have joined hands with the dacoits and are also involved i robberies. And one of my un-known Member has said that fifty thousan graduates are un-employed in Sind. So, we have to have some basic industri in those areas to overcome the problem of the unemployment and then agai when you talk about the police at SHO level, we should have the police whic should be from the local areas who are answerable to the people of that area.

Now, what I find, there have been no accountability during the last years, I mean, of the bureaucracy and other police authorities. They fe that they are not accountable to anybody, and the problems have been ve serious. Now that when we have got a democratic government I would lil that it should be involved in these affairs as much as possible so that wi their cooperation and with their efforts we should be able to solve these problen

[At this stage Mr. Chairman occupied the Chair]

Mr. Chairman: Thank you very much.

جناب چیئرمین : ابھی چند حضرات اور بھی لسٹ پر ہیں۔ جنہوں نے بولنے کی خواہش کی ہے۔ ساتھ ہی ہم نے لیجسلیٹو کام بھی شروع کرنا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جو اصحاب ابھی باقی ہیں اور جنہوں نے بولنا ہے وہ ایک بجے تک اپنی تقاریر ختم کر دیں۔ پھر ٹھیک ایک بجے ہم لیجسلیٹو بزنس لے لیتے ہیں۔ میرے خیال میں ابھی تک شاید چھ آدمی باقی ہیں۔ تو زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ منٹ تک اگر اپنی تقریر کو محدود رکھیں تو انشاء اللہ یہ کام ختم ہو سکتا ہے۔

ایک معزز رکن : میں بھی کچھ بولنا چاہوں گا۔ غلطی سے میں نے نام نہیں لکھوایا۔ اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب چیئرمین : پہلے ان کو ختم کرے جو دو دنوں سے انتظار کر رہے ہیں اپنی باری کا۔ پھر اگر وقت ہوا تو آپ کو بھی ضرور وقت دینگے۔ نوابزادہ شیخ عمر خان۔

نوابزادہ شیخ عمر خان : میں جناب کا ممنون ہوں کہ ملک کی اندرونی صورتحال پر مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ ہم اس وقت اس ایوان میں غیر سیاسی جماعتوں کے طریقے پر منتخب ہو کر آئے ہیں اور ہماری حکومت بھی غیر سیاسی ہے۔ اس وقت ہم میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جو بہت عرصے کے بعد اس ایوان میں آئے ہیں۔ وزارتوں پر بھی رہے ہیں۔ اس وقت ہمارا وزیر اعظم صاحب بھی ان لوگوں میں سے ہے جو اس سے پہلے وزارتوں میں بھی رہے ہیں۔ ایوانوں میں بھی رہے ہیں اور وزیر داخلہ صاحب بھی۔ ہمارے جن صاحبان نے ملک کی صورتحال کا ذکر کیا ہے ان میں سے بھی کچھ اس قسم کے لوگ ہیں جو پہلے وزیر بھی رہے ہیں اور ان اداروں میں انہوں نے بڑا اچھا کردار بھی ادا کیا ہے۔ حالات کو بھی دیکھتے رہے ہیں۔ اس مسئلے پر ہمارے دوسرے ساتھیوں نے بھی اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ صورتحال اس طرح ہے کہ اب حکومت کو یہ محسوس کرنا چاہیئے۔ اگر میں تقریر کروں تو بہت وقت صرف ہو گا اور مجھے صرف ۵ یا ۷ منٹ عرض کرنا ہے تو میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن ملک کی اہمیت اور

[Nawabzada Sheikh Umer Khan]

پاکستان کی بقاء کو مدِ نظر رکھتے ہوتے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ان حضرات نے یعنی سینٹ کے معزز اراکین نے جس طرح اظہار خیال داخلی امور پر کیا ہے حکومت کو چاہیئے کہ وہ بڑی اہمیت کے ساتھ اور فوری طور پر اسے سوچے اور ملک کے حالات کے لئے کچھ کرے۔ اب میں اس سلسلے میں اپنے علاقے کے متعلق کچھ عرض کروں گا جیسا کہ میرے ایک بھائی نے اپنے علاقے کے مسائل پر کچھ عرض کیا۔ میں اس روایت کو برقرار رکھتے ہوتے دو منٹ اور لے لوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس ڈویژن میں ہوائی اڈے تو بہت ہیں لیکن ابھی تک نہ سڑکیں ہیں، نہ بجلی ہے۔ جناب والا! آپ خود بہتر جانتے ہیں کہ ایک علاقے کی ترقی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وسائل کے لحاظ سے جو قریب ترین مارکیٹ ہو لوگ وہاں تک پہنچ سکیں اور اپنی زندگی گزار سکیں۔ دوسری چیز بجلی ہے جس سے روشنی ہوتی ہے۔ روشنی سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایئر کنڈیشنر چلاتے جائیں اور لوگ بڑے آرام سے رہیں بلکہ اس سے زراعت کریں، ٹیوب ویل لگائیں اور اس ملک کی ترقی میں شامل ہوں۔

وزیر داخلہ صاحب کو میرے خیال میں معلوم ہو گا کہ ۱۹۶۴ء میں مغربی پاکستان اسمبلی میں میرانی ڈیم کی ایک سکیم تھی اور بجٹ میں اس کے لئے ۴ کروڑ روپے مختص کرنے کا اعلان بھی ہوا لیکن آج تک اس کام کا کوئی نشان بھی نہیں ہے۔ اس سے محرومی کا احساس ضرور بڑھ جاتا ہے۔ میں ایک اور معاملے کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ میر داد خان صاحب نے اپنی قرارداد میں بولنا چاہا اس وقت جو بیرونی ممالک ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کمیونسٹ ممالک میں جو ہمارے آدمی بغیر قواعد وضوابط کے بڑی تعداد میں صوبہ سرحد اور بلوچستان سے جا رہے ہیں حکومت کو چاہیئے کہ اس موقع پر اس کی اہمیت کو سمجھے کیوں کہ یہ لوگ جب وہاں سے واپس آئیں گے تو وہ اسلام سے بالکل بے بہرہ ہوں گے ان کے نظریات بڑے خراب ہوں گے اور اس کا تدارک ہونا چاہیئے اور یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ چاہے وہ کراچی سے جائیں یا وہ یورپی ممالک میں پاسپورٹ پر گزارے کے لئے جائیں یا وہ افغانستان سے چوری

پچھپے جائیں لیکن یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اس ملک کے لئے بڑا تباہ کن ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ اس کا تدارک ہونا چاہیئے۔ اس وقت حکومت کے لئے ضروری ہے کہ اس پر فوری توجہ دے کیونکہ ۳۵ سال سے ایسا ہو رہا ہے اور یہ بڑا افسوسناک ہے کہ اگر جناب چیئرمین اب بھی ہم اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو ایک بہت ہی بڑا خطرہ درپیش ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ - جناب جام کرم علی صاحب

جناب جام کرم علی : جناب چیئرمین ! ہمارے دوسرے سینیٹر صاحبان نے آپ کو ہمارے ملک کے اندرونی حالات کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے اور میرے پاس کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ میں آپ کو عرض کروں۔ لیکن کچھ تجاویز ہیں جو کہ میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔ وہ یہ ہیں کہ ہمارے سندھ میں ۱۹۸۳ء میں جو صورتحال تھی اب اس سے بہتر ہوتی ہے اور حالات اب بہتر ہیں اس کی وجوہات یہ ہیں کہ تین مہینے میں جو حضرات منتخب ہو کر آتے ہیں اور ان لوگوں کو جو ذمہ داریاں ملی ہیں ان سے کافی کچھ اثر پڑا ہے۔ جہاں تک رشوت کا سوال ہے۔ ہمارے دوسرے سینیٹر صاحبان نے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ چیزیں آہستہ آہستہ درست ہوں گی اگر وہ چیزیں درست کرنے میں ہم تمام سینیٹرز، ایم پی ایز اور ایم این ایز مل کر تعاون کریں گے تو میرے خیال میں یہ چیز درست ہو جائے گی۔

میرے خیال میں جو ڈاکہ زنی یا چوریاں ہو رہی ہیں یا جو چیزیں ہوتی تھیں میرے ڈویژن میں اب صورتحال بہتر ہوتی ہے یعنی ان وارداتوں میں کمی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میں آپ سے عرض کروں کہ نہیں جناب وہاں پر وہی حالات ہیں جو ۶ مہینے یا ۸ مہینے یا ایک سال پہلے تھے ایسا کہنا غلطی ہو گی۔ گزارش یہ ہے کہ اس کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ بیروزگاری کی وجہ سے ہمارے علاقے میں یہ چیز بڑھی ہے خاص کر سندھ میں۔ سندھ میں ہمارے بہت زیادہ نوجوان پڑھ لکھ کر اور ڈگریاں

[Mr. Jam Karam Ali]

لے کر بے روزگار بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کو قطعی روزگار نہیں مل رہا ہے اور اس سلسلے میں میرے پاس خاص طور پر مثالیں ہیں کہ وہ پڑھے لکھے نوجوان مجبور ہو کر چوریوں اور ڈاکوں میں یعنی غلط چیزوں میں حصہ لیتے ہیں۔ ایسا ہمارے سندھ میں ہوا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس بے روزگاری کو ختم کیا جائے یا اس میں کوئی حد ہونی چاہیئے۔ آپ کوئی حد مقرر کریں اور اس کے اندر کوئی کوٹہ مقرر کریں تاکہ کچھ نہ کچھ ہو سکے۔ کیونکہ میں نے یہاں اسلام آباد میں آکر سنا ہے کہ جناب نوکری نہیں ملے گی۔ نوکری اگر نہیں ملتی ہے تو آپ اس کو پیدا کریں۔ آپ سب محکموں میں، سب وزارتوں میں آپ نوکریاں پیدا کریں تاکہ لوگ روزگار میں لگ جائیں اور اس سے امن و امان کے مسئلے پر کافی فرق پڑے گا۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ سے عرض کروں گا کہ آپ کوئی ترکیب نکالیں تاکہ لوگوں کو جگہ مل سکے۔ جیسا کہ آپ کی وزارت داخلہ میں کافی محکمے ہیں جن میں نوکری مل سکتی ہے جیسے سیکورٹی فورس ہے یا اور دوسرے ادارے ہیں مجھے اس وقت تو ان کی تفصیل معلوم نہیں۔ وزیر داخلہ صاحب کو اچھی طرح سے معلوم ہو گا۔ اگر یہ چیزیں ہو جائیں تو میرے خیال میں یہ ہماری مشکل کافی حد تک دور ہو سکتی ہے۔

دوسری گزارش جناب چیئرمین یہ ہے کہ عام لائسنسوں پہ پابندی لگائی گئی ہے کہ صرف ۱۰ لائسنس سینیٹرز، ایم این ایز دے سکتے ہیں۔ اس حد کو بڑھا کر زیادہ کیا جائے تاکہ ہمیں آسانی ہو کہ ہم لوگوں کو وہاں اسلحہ دیں اور یقیناً ہم ان لوگوں کو اسلحہ دیں گے جن لوگوں کو ہم جانتے ہیں۔ ہم غلط لوگوں کو اسلحہ دینے کی سفارش نہیں کریں گے۔ اس کے نتیجے میں یہ ہوتا ہے کہ جو غلط لوگ ہیں جو ڈاکو ہیں، سندھ میں ان کے پاس بغیر لائسنس ایسا اسلحہ ہے جو کہ ہم قانونی طور پہ بھی اپنے لوگوں کو نہیں دے سکتے ہیں۔ اگر یہ تعداد بڑھائی جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے تاکہ ہم صحیح لوگوں کو اسلحہ دیں وہ اپنا تحفظ کریں اور لوگ رات کو آرام کی نیند سوئیں تو جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے یہ دو چیزیں پیش کر رہا ہوں۔

جہاں تک پولیس کا تعلق ہے۔ پولیس تو آپ جانتے ہیں کہ یہ جلدی درست

نہیں ہوگی اس میں ذرا وقت لگے گا لیکن مجھے بڑی خوشی یہ ہے کہ جو وزیر داخلہ صاحب ہیں وہ بڑے سینیئر آدمی ہیں اور وہ ان چیزوں کو جانتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ ہم سے تعاون کریں گے اگر وہ کوئی ضلع وائز یا پراونس وائز کمیٹیاں غیر سیاسی لوگوں کی بنائیں اور اس میں وہ خود بھی آئیں یہ نہیں ہے کہ وہ اسلام آباد میں ہوں اور صوبوں میں یہ چیز دی جائے اور صوبائی حکومتیں اس کو ڈیل کریں۔ ٹھیک ہے وہ بھی اس کو ڈیل کریں۔ لیکن وہ اپنا ایک ٹور رکھیں۔ پنجاب، سندھ، فرنٹیئر اور بلوچستان میں جائیں اور وہاں جا کر خود یہ معلوم کریں تو میرے خیال میں ہمیں یہاں اس موضوع پر تقریر کرنے کا کافی کم وقت ملے گا۔ اس کے ساتھ میں ایک دوسری گزارش کروں گا کہ تھانے میں جو عورتیں اور چھوٹے بچے آتے ہیں اور وہ تھانوں میں پڑے رہتے ہیں۔ اس کی بجائے ان کا اگر جلدی فیصلہ ہو جائے یا ان کو سیدھا جیل میں بھیجا جائے یا ان کے چالان مکمل کر کے ان کی ضمانت ہو جائے اور وہ جلدی بری ہو جائیں اگر وہ قصوروار نہیں تو ان کی صحیح طریقے سے جلد ڈسپوزل ہو جائے تو اس سے ان عورتوں اور بچوں کو آسانی رہے گی۔ بجائے اس کے کہ وہ تھانوں میں رہیں اور ان کی بے حرمتی ہوتی رہے۔

Mr. Chairman: Next speaker is Mir Ghulam Haider Talpur.

Mir Ghulam Haider Talpur: Mr. Chairman, Sir, through your gracious honour, I would like to invite the kind attention of the learned Interior Minister, and humbly and respectfully beg of him to pay due consideration to the vital issue of our national importance. The problem is about the role being played by Police force in our country when we are under the umbrella of Martial Law. Mr. Chairman, Sir, if I elaborate my argument and start with the difficulties faced by our people in details, I believe it will take me fairly long time. As such I cannot be permitted to deliver my statement as desired by me. Therefore, to cut it short and coming to the delicate aspect of my speech, I think, I shall be serving my purpose as well as doing justice to the cause of this distinguished House.

The function of Police is to safeguard the person and property of the citizens. In discharge of its duties sometimes it deals harshly and roughly so as to secure better results and get redress to their grievaces, but this does not entitle Police to go unchecked and run amuck. It is unfortunate that Police force of our country has always acted beyond the scope of their power and position. By misusing their power and position Police has misbehaved with the nation as a whole.

Mr. Chairman, Sir, thefts, robberies and dacoities are committed a the instance and connivance of Police of which Police has complete and full knowledge. Could you believe, Sir, that there are Police Officers who are members of dacoits' gangs and are cleverly and actively looting innocent people of Pakistan in general and Sind Province in particular. When I say Sind I mean Sind, Sir. It is Sind alone which has suffered a lot in comparison to other provinces as regards Police atrocities are concerned. Even today Sind is being terrorized, tortured and unfairly handled by Sindhi Police Officers, Sindhi dacoits and Sindhi robbers. These Sindhi Police Officers are the dacoits and robbers in the true sense of the term and, therefore, they must be dealt with an iron hand and punitive punishment be awarded to them. I would humbly suggest Mr. Chairman, Sir, to amend the law and save the sanctity of 'chadar and char dewari' of this noble Muslim country of which Police has deprived the nation. People feel unsafe, Sir, in their multistorey buildings with guards and chowkidars round the clock. To my humble knowledge, Sir, I propose serious punishment like cutting of hand or arm for a theft and let it be extended to robbery and dacoity as well. There is no single instance to my knowledge, Sir, where it is enforced in Pakistan. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you very much. Now, Mr. Burhanuddin.

شہزادہ برہان الدین خان : جناب چیئرمین صاحب ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، میں چترال سے آیا ہوں اور چترال اس وقت سب سے زیادہ افغانستان کی زد میں ہے اور لوگوں نے سنا بھی ہوگا کہ ادھر کافی بمباری ہوتی ہے اور لوگوں کا کافی نقصان ہوا ہے۔ اور یہ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن آئندہ کے لئے میں عرض کروں گا کہ چترال جس خطے میں ہے پہلے ایک آزاد ملک تھا اور ہمارا حفاظت کا اپنا بندوبست تھا۔ لیکن اب وہ سب حفاظت ختم کر دی گئی ہے اور میں حکومت پاکستان کا مشکور ہوں کہ اس نے وطن کی حفاظت کے لئے کچھ اقدام کئے ہیں، سکاؤٹس کی نفری بڑھائی ہے۔ جب یہ بڑھ جائیں گے تو انشاءاللہ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ وہاں کے اندرونی حالات تو پہلے ہی اچھے تھے وہاں چوریاں نہیں تھیں، ڈاکے نہیں تھے۔ اور دوسرے جرائم بھی نہیں تھے، چونکہ وہ ایک اسلامی ملک تھا۔ اس لئے وہاں اس قسم کی باتیں نہیں تھیں۔

اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بدعنوانیوں کا ہے۔ اور پاکستان ایک مقصد کے لئے بنا تھا، یہ اسلام کے نام پر بنا تھا۔ آج تک ہم اس میں سوائے ریڈیو پر اذانوں اور قرأت کے اسلام کی کوئی عملی چیز نہیں دیکھ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں جہاں تک قرآت اور اذانوں کا سوال ہے یہ تو بہت پہلے سے چلی آ رہی ہیں۔ مگر اس سے لوگ مسلمان نہیں بنتے۔ مسلمان بنانے کے لئے لوگوں کو عملی اقرار باللسان و تصدیق بالقلب یعنی عمل کی ضرورت ہے اور عمل اسی صورت میں ہوگا جب ہم صحیح معنوں میں اس میں اسلام قائم کریں گے۔ اور ہم ایک قوم بنیں گے، قوم بننے کے لئے سب سے بڑی ضرورت زبان کی ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک ہم لوگ اپنی زبان کے اوپر فخر نہیں کر سکتے۔ ہم دوسروں کی زبان پر فخر کرتے ہیں، دوسرے کے لباس پر فخر کرتے ہیں۔ دوسروں کے قانون پر ہم لبیک کرتے ہیں اور اسلام کی جو چیز ہے اس کی طرف ہم توجہ ہی نہیں دیتے۔ اس کو ہم اچھی چیز نہیں سمجھتے ہیں۔ میں اپنے سب بھائیوں سے عرض کروں گا کہ ہم خواہ کتنے ہی اچھے لباس کیوں نہ پہنیں، ہم کتنی اچھی انگریزی کیوں نہ بولیں، کوئی ہم کو انگریز نہیں کہے گا ہمیں لوگ پاکستانی ہی کہیں گے۔ میں کہتا ہوں خدا کے واسطے اس انگریزیت کو چھوڑ دو۔ اللہ کے لئے اپنے آپ کو سمجھو، اپنے آپ کو پہچانو، ہم دیسی لوگ ہیں، ہم ہمیشہ کے لئے دیسی ہی رہیں گے۔ اگر ہم لوگوں نے اسلام کو اپنایا، کیونکہ اسلام ہی ہے جس نے دنیا میں آکر دنیا کو انسانیت سکھائی۔ اور جس نے تمام اختلافات، رنگ، ذات وغیرہ کو ختم کر دیا۔ اب آپ اس سے اندازہ لگا لیں، ہندوستان میں ایک ہزار سال مسلمانوں نے حکومت کی۔ بھی ہندو تو مسلمانوں کے ساتھ نہیں تھے۔

(مندرجہ ذیل پیرے بحکم سیکرٹری بعد میں تقریر میں شامل کئے گئے ہیں۔)

لہٰذا جرائم کو کم کرنے کے لئے میں یہ چند تجویزیں پیش کرتا ہوں۔ پہلی تجویز یہ ہے کہ ہر علاقے میں اور ہر گاؤں میں اسی گاؤں کا ایس ایچ او یا کانسٹیبل مقرر ہو تو وہ زیادتی نہیں کرے گا جو بھی علاقہ یا صوبہ ہو اور جہاں فسادات ہوں گورنر یا آئی جی ان کی روک تھام نہ کر سکے تو اس کو اس کے عہدے سے برطرف کر دینا چاہئیے۔ تاکہ پھر سب خیال

[Shahzada Barhan-ud-Din Khan]

کریں گے اور ایسے فسادات اپنے علاقوں میں نہیں ہونے دیں گے ۔ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل اور اراکین کونسل جس افسر کے خلاف شکایت کریں یا ریزولیوشن پاس کریں تو حکومت اس افسر کو معطل کر کے اس پر ضرور مقدمہ چلائے ورنہ یہ بدعنوانیاں ختم نہیں ہوں گی ۔

۱۹۸۵ء کے بعد مسلمان ہی آپس میں کٹ مر رہے ہیں ۔ آپ اس چیز کو دیکھیں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ بھائی ہونے کی حیثیت سے اب ہم ایک دوسرے کو انگلی دکھا رہے ہیں ۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو انگلی دکھائے تو وہ اس انگلی کو کاٹے ۔ یہاں ہندو ہیں ، عیسائی ہیں ، مگر ہم نے کسی پر شک نہیں کیا ۔ ہم آپس میں لڑ رہے ہیں ۔ میں عرب میں گیا ہوں ، میں نے حج کیا ہے میں نے دیکھا کہ وہاں شیعہ سنی کا کوئی فساد ہی نہیں ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ پرانی ایک سیاسی چال تھی جو اب ختم ہو گئی ہے ۔ آخر میں ، میں چترال کے بارے میں عرض کروں گا کہ جو ہماری قبائلی حیثیت تھی وہ قبائلی حیثیت آپ ہمیں واپس دے دیں ۔ یہ ایک قبائلی ریاست تھی مہربانی کر کے ہمیں وہ قبائلی حیثیت واپس کیجئے ۔ اسی کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! معزز رکن نے " ہندوستانی " کا لفظ کہا ہے اسے ایکسپنج کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : " ہندوستانی " کو " پاکستانی " سے بدل دیا جائے ، ایکسپنج کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جناب حمزہ خان پلیجو صاحب !

جناب حمزہ خان پلیجو : + جناب والا ! اندرونی صورتحال پر بحث میں جو مسائل آتے ہیں وہ چار سال پرانے ہیں ۔ ان کے بنیادی اسباب سماجی نظام اور افسر شاہی ہے ۔ افسر شاہی اس ملک میں ایک منظم اور متحد ادارہ کی صورت اختیار کر گئی ہے ۔ ان مسائل کے حل کے لئے افسر شاہی کا زور توڑنا پڑے گا ۔ اس کے

+ اصل تقریر سندھی زبان میں کی گئی ۔

لئے ضروری ہے کہ افسروں کی تقرری کی تصدیق امریکی سینٹ کی طرح اس سینٹ سے حاصل کی جائے اور سینٹ کے ممبروں کو اختیار ہو کہ کسی بھی ادارہ اور دفتر کا اچانک معائنہ کریں اور اپنی رپورٹ متعلقہ وزیر کو بھیجیں تاکہ وہ اس پر عمل کرے۔

سندھ کی داخلی صورتحال میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ اس کا سبب پانی کی قلت ہے۔ سندھ میں بڑی فصل، فصل خریف کی بوائی نہیں ہو سکی۔ کسان پریشان اور بے چین ہیں۔ اس کے لئے پانی کی منصفانہ تقسیم کی جائے اور تربیلا اور منگلا ڈیم کی طرز پر منچھر جھیل جو کہ قدرتی ڈیم ہے اس کو ڈیم بنایا جائے جو جنوبی سندھ میں پانی کے مسئلے کو حل کرنے میں مدد دے گا اور بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

بدین میں تیل کا نکلنا سندھ اور پاکستان کی خوش قسمتی ہے۔ تیل کی آمدنی سے سندھ میں صنعتیں قائم کی جائیں تاکہ سندھ میں بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو۔ خاص طور پر بدین میں سیم و تھور کے مسئلے کو حل کیا جائے۔ سڑکیں بنائی جائیں اور اسکول اور ہسپتال قائم کئے جائیں۔ سندھ میں سیاسی قیدیوں کو آزاد کیا جائے۔ اگر ان پر الزامات ہیں تو سول عدالتوں میں کیس چلائے جائیں۔

سندھ میں احساسِ محرومی بے روزگاری کی وجہ سے ہے۔ سندھ میں پی ٹی اے، این ایس سی اور صنعتوں میں سندھ کے لوگوں کو نوکریاں نہیں ملتیں اور اس وجہ سے کنفیڈریشن، نو نکات، ۱۴ نکات اور ۱۹۴۰ء کے ریزولیوشن کے مسائل اٹھتے ہیں۔ ضلعی سطح پر ٹیکنیکل سکول قائم کئے جائیں۔ کالا باغ ڈیم جو بنایا جا رہا ہے اور اس کے لئے ورلڈ بینک سے فنڈز لینے کی بات چیت ہو رہی ہے، اس پر نظرثانی کی جائے کہ اس سے سندھ کو پانی مہیا کرنے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

جناب چیئرمین : جناب امان روم صاحب!

M. Aman-i-Room: Mr. Chairman, Sir, I hope I will confine myself to five minutes. First of all I would like to thank you for giving me this opportunity to speak before this August House. My colleagues have spoken at length on corruption, on Police limitations and crimes in the country. The picture emerging thereby is very bleak indeed, the proposals we have put forward before this House to check these crimes and corruption, I would

[Mr. Aman-i-Room]

endorse the views. However, I would like to touch a few points which are restricted to a certain extent of my Province and area. First of all through you Sir, I would like to draw the attetion of the Interior Minister to the refugees problem in Frontier and Baluchistan. The refugees camps have large collection of Arms and Explosives and in the recent past a few incidents have taken place where explosions have taken place in those camps. I would request, through you Sir, the Interior Minister to take precautionary measures to check any such eventuality. Secondly Sir, I would speak on the narcotics problem which again is containing the wrong impression that all the opium comes from the Frontier.

جناب چیئرمین : شیخ علی محمد

شیخ علی محمد : جناب چیئرمین صاحب ! آج کا موضوع ملک کی داخلی صورت حال تھا۔ وہ یقیناً اس لئے خراب ہے اور خراب ہوتی جا رہی ہے کہ ملک میں مارشل لاء قائم ہے۔ مارشل لاء قائم ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ حالات نارمل نہیں ہیں۔ میں اس وقت مارشل لاء پہ کوئی بحث نہیں کروں گا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اس کے خاتمے کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں وہ جلد پورے کئے جائیں۔ سینٹ کا دوسرا اجلاس اگست کے پہلے یا دوسرے ہفتے میں بلایا جائے اور مارشل لاء کے ہٹانے کا بل پاس کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جولائی کا مہینہ بھی آدھا گزر چکا ہے اور ابھی تک لوڈ شیڈنگ جاری ہے اور لوڈ شیڈنگ اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب شاعری کا حصہ بن گئی ہے۔ ہمارے ایک بھائی نے کہا ہے کہ :-

دل پہ سایہ ہے لوڈ شیڈنگ کا
شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے

جناب چیئرمین : میرے خیال میں دن کی لوڈ شیڈنگ کا اس کو تجربہ نہیں ہوا ہوگا۔ اس گرمی کے موسم میں۔

شیخ علی محمد : نہیں تو پوچھ لیں گے۔ بہر حال پانی کی کمی کی وجہ سے جو حالات پیدا ہوئے ہیں وہ اپنی جگہ پہ لیکن اس پانی کی کمی نے سندھ اور پنجاب میں بھی تفریق پیدا کی۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ کم ہو گئی۔ لیکن اس کے لئے ایک بات جو ضروری ہے کہ جو پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے وہ برسوں سے چلا آ رہا ہے اس کو ختم کیا جائے رپورٹیں بنی ہیں سرکار کی میز پہ پڑی ہیں لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ بہر حال چاروں صوبوں کے لوگ

بیٹھیں، فیصلہ کریں تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے ورنہ ہر سال یہ تفریق پیدا ہو گی۔

جناب والا! داخلی صورت حال کی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ ملک میں امن و امان ہو، گرانی نہ ہو، رشوت نہ ہو اور روزگار ہو۔ جہاں تک امن و امان کا تعلق ہے۔ سندھ میں اب جانوروں کی چوری نہیں ہوتی ہے بلکہ انسان اغوا کئے جاتے ہیں۔ اس وقت معاملہ تھما ہوا ہے لیکن کم نہیں ہوا ہے ابھی بھی دو چار گروہ ہیں جن کے روکنے کے لئے کام کرنا پڑے گا۔ اور جناب میں گزارش کروں کہ جو گروہ بنے تھے ان کے پیچھے پولیس تھی اور وہاں پر جو پولیس ملازمت کرتی ہے اس پر میں یہ کہوں گا کہ جس کو انہوں نے مارنا چاہا مار دیا۔ یہ سلسلہ پچھلی حکومت میں چلا تھا لاڑکانے میں تین آدمی مارے گئے، سانگھڑ میں چھ آدمی مارے گئے اس دور میں بھی یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ جس کو مارنا ہوتا ہے کہتے ہیں کہ یہ مر گیا اس نے خودکشی کی۔ یا ان کاؤنٹر ہو گیا۔ تو یہ ان کاؤنٹر بند کئے جائیں۔

جناب والا! رشوت کے بارے میں زیادہ نہیں کہوں گا بلکہ یہ کہوں گا کہ اب وہ کاروبار بن گیا ہے۔ جہاں تک گرانی کا تعلق ہے تو غریب اور مڈل کلاس آدمی کے لئے جینا دشوار ہو گیا ہے۔ سندھ کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ روزگار وہاں نہیں ملتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کل جو سوال و جواب ہوتے تھے کہ اسلام آباد میں صرف ایک آدمی ہے۔ سی ڈی اے میں ہزاروں لوگ بیٹھے ہیں لیکن دس بارہ سندھی ملیں گے۔ پی آئی اے میں ہزاروں میں چند سو سندھی بیٹھے ہیں اور جو بیٹھے ہیں ان میں زیادہ تر چھوٹے ڈومیسائل والے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ سندھ کے ہر ضلعے میں ڈسٹرکٹ ڈومیسائل کمیٹی مقرر کی جائے۔ جس کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ہو۔ اور یونین کونسل کے ممبر اور ضلع کونسل کے ممبر اس کے ممبر بنیں۔ اور جتنے بھی ڈومیسائل ہوتے ہیں ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔

جناب والا! پاکستان ایک فیڈریشن ہے۔ اس میں سندھی، بلوچی، پٹھان کی بات ہو رہی ہے یہ کیوں ہو رہی ہے وہ ایک احساس محرومی کی بنا پر ہے

[Shaikh Ali Muhammad]

اس احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرنے پڑیں گے۔ یہ کہنے سے کہ ہم بھائی ہیں، اسلام ہے، اس سے کام نہیں چلے گا۔ اس کے لئے عملی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ بھی کہا گیا کہ مرکز کی جو اقتصادی سکیمیں ہوتی ہیں سندھ کا اس میں پورا حصہ نہیں ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر وزیر خزانہ نے بجٹ میں اسپیشل ڈیویلپمنٹ پروگرام کے لئے ایک ارب تینتالیس کروڑ روپے رکھے ہیں۔ جس میں پنجاب کے بارانی علاقے ہیں، ٹرائیبل ایریاز کے لئے اور فاٹا کے لئے الگ پیسے رکھے گئے ہیں۔ لیکن سندھ کا جو بارانی علاقہ تھل اور کوہستان ہیں۔ یہاں بھی ڈیم بن سکتے ہیں۔ یہاں بھی پہاڑی نالے ہیں۔ اس کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ میں گزارش کروں گا کہ بجٹ بناتے وقت سندھ کے پسماندہ علاقے کا بھی خیال رکھا جائے۔

جناب والا! حال ہی میں ایک واقعہ ہوا تھا جس میں کچھ لڑکے مرے تھے جسٹس عبدالرزاق تھیم کی سربراہی میں ایک ٹریبونل بنایا گیا تھا۔ اس کی ابھی رپورٹ آئی نہیں ہے۔ لیکن سپیشل ملٹری کورٹ بنائی گئی ہے۔ وہ سب کیس چلاتے گئے یہ ایک جسٹس کی توہین اور پھر یہ بات انصاف کے منافی ہے۔ میں وزیر داخلہ سے گزارش کروں گا کہ اس کیس کو روکا جائے اور جسٹس تھیم کی انکوائری رپورٹ کا انتظار کیا جائے۔ اس کے بعد جو بھی فیصلہ کرنا ہے وہ کیا جائے۔ جناب والا! سندھ میں کچھ نظر بند ہیں جن کے بارے میں، میں تین سال سے کہتا چلا آرہا ہوں۔ ان میں جناب جی ایم سید ہیں۔ ان کو ملنے کے لئے صدر صاحب جا رہے ہیں لیکن وہ کیوں نظر بند ہیں اس کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ جناب پلیجو صاحب ہیں۔ ان کو ایسی بیماری ہے کہ وہ اس گرمی کے موسم میں بھی لحاف اوڑھ کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن نہ ان کو آزاد کیا جاتا ہے اور نہ ان کو علاج کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فاضل راہو صاحب ہیں۔ وہ کراچی میں بیٹھے تھے ان کو اٹھا کر سکھر پھینک دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کے بچے اور عزیز و اقارب نہ مل سکیں۔ میں گزارش کروں گا کہ سیاسی نظر بندوں کی بات پر خاص توجہ دی جائے اور جو سیاستدان ہیں وہ آزاد ہو جاتے ہیں چلے جاتے ہیں لیکن یہ سندھ والے کیوں نظر بند ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کیس

پر غور کیا جائے اور جلدی فیصلہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

میر نبی بخش زہری : جناب چیئرمین میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے صرف دو منٹ دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین : زہری صاحب ایک دفعہ تو آپ بول چکے ہیں۔ اور یہ روایت اگر چل پڑی تو پھر اور صاحبان بھی بولیں گے۔

میر نبی بخش زہری : جناب والا! میں نے اس وقت بھی اپنا حق محفوظ کرنے کے لئے آپ کو اپروچ کیا تھا۔

جناب چیئرمین : مجھے اگر آپ معافی دیں۔ میرے خیال میں یہ مشکل ہو گا۔

میر نبی بخش زہری : جناب میں نے عرض کیا ہے کہ میں بہت محدود وقت لوں گا۔

جناب چیئرمین : اور بھی مواقع آئیں گے۔

میر نبی بخش زہری : جی صرف دو منٹ چاہیئے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے تو ۔۔۔ بہرحال، مختصر کریں۔

میر نبی بخش زہری : اس بحث کو تین دن ہونے کو ہیں۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ چونکہ یہ ایک ایسی بحث ہے جس میں ملک بھر کے لوگوں نے، سینیٹروں نے اپنی رائے کا اظہار کیا، ہر سبجیکٹ میں آیا۔ یہ جو پہلے کنونشن میں ایسا نہیں تھا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں آپ وہ شخص ہیں جو بہت مصروف ہوتے ہیں اور ہم لوگ جتنی بھی کوشش کریں ملاقات تک نہیں ہوتی آج شکر ہے کہ ہم آپ کو صبح شام یہاں دیکھتے ہیں۔

سر! میری تجویز ہے کہ ان تمام باتوں کا حل یہ ہے کہ اگر وزیر داخلہ خود مختار رہے یا با اختیار رہے تو تمام ملک سے نیشنل اسمبلی کے ممبران اور سینیٹرز کی ہر صوبے سے، علاقے سے ایک ایک یا دو، دو اشخاص لے کے ایک

[Mir Nabi Bakhsh Zehri]

ایڈوائزری کونسل بنائے اور یہ تمام جو تقریریں ہوتی ہیں ان کو مل جائیں وہ ایڈوائزری کونسل کی حیثیت سے بیٹھ کر غور کریں۔ ہر علاقے کی نمائندگی بھی کر سکتے ہیں اور دوسروں سے پوچھ بھی سکتے ہیں۔ یہ کونسل وزیر داخلہ صاحب یا حکومت مقرر کرے۔ اس کا حل یہ ہے۔ یہ نہیں کہ نشستند و گفتند و برخاستند۔ اب وزیر داخلہ صاحب کو آتے ہوتے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوتے ہیں۔ ان کا تو قصور نہیں ہے۔ اس گورنمنٹ کا تو قصور نہیں ہے جو کچھ ہوا ہے۔ ۱۹۷۱ء سے لے کر ابھی تک ہوا ہے تو اسی لیے صاحب اس کو Thrash out کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ دو منٹ بھی ختم ہو چکے ہیں۔ بہت بہت شکریہ! دو منٹ آپ بھی لے لیں قصہ ختم ہو جائے گا۔ اسحاق بلوچ صاحب،

جناب محمد اسحاق بلوچ : جناب والا! میں اپنا تعارف کراؤں۔ میرا نام محمد اسحاق بلوچ ہے اور مکران سے تعلق ہے۔ میں کچھ FISHRIES کے متعلق کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ساحلی علاقے میں گورنمنٹ آف پاکستان کو ماہی گیری کے سلسلے میں ضرور زرمبادلہ ملتا ہے مگر کوریا کے ٹرالرز جنہیں حکومت پاکستان نے اجازت دی ہے کہ ۳۵ میل اس طرف ٹرالنگ کریں کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ۳۵ میل کے اس طرف ٹرالنگ ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ بلکہ یہ ٹرالر کوریا کے ہیں جو ہمارے ہاں تین، تین فرلانگ، دو، دو فرلانگ پر ٹرالنگ کر رہے ہیں۔ جس سے ہماری ماہی گیری پر بڑا اثر ہو رہا ہے۔ اگر یہ رواج جاری رہا تو میرے خیال سے ماہی گیری ختم ہو جائے گی۔ ہماری بلوچی میں ایک مثال ہے کہ گھر کو جلاؤ، راکھ کی بڑی قیمت ہے۔ ہم اپنے گھر کو جلا رہے ہیں اور راکھ کی بڑی قیمت ہے۔ ایوان سے میری استدعا ہے کہ ان کوریا کے ٹرالروں کے لائسنس منسوخ کیے جائیں۔

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ۔ آپ سب حضرات نے جس بھرپور انداز میں داخلی امور پر بحث میں حصہ لیا ہے۔ میں خود اس کے لئے شکرگزار رہوں۔ بہت ساری مفید اور کارآمد اور constructive تجاویز سامنے آتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر

داخلہ صاحب ان کا جائزہ ضرور لیں گے۔ اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے میں
وزیر داخلہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے ارشادات سے ایوان
کو نوازیں۔ جناب محمد اسلم خان صاحب۔

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: Mr. Chairman, Sir, through you I would like to congratulate the House on the very high standard of debate. The manner in which they have portrayed the problems confronting our great country is prisworthly Sir, their eloquence was so great that it reminds me of a story. It is said that in America someone committed a murder, and his advocate defended him so well that when the judge asked him, whether he pleaded guilty, the fellow said Sir, "after hearing my advocate I am not guilty." In my case Sir, after having heard the house I plead guilty, Sir, I would not take defence under the plea that this is a provincial subject nor would I take defence under the plea that we have come recently. The fact is that the suggestions given by the Members are so valuable that in this case I just can not plead any defence.

Sir, I tell you the truth that I agree with most of the things said by the Honourable Members in this House. Sir, inspite of the fact, that it is a Provincial subject, I have taken this stand that Central Government can not keep itself loof from the affairs of the Provinces. We respect Provincial autonomy, we respect their desires that they should handle their affairs by themselves through their own Members of the Assembly, through their own Ministers, but at the same time the Centre can not be oblivious of it, the Centre can not close its eyes to what is happening in the Provinces. Sir, I would just take not very long because I have pleaded guilty already but I would say a few things for instance, there has been great emphasis on corruption. I feel that it is an epidemic and no government agencies are capable of coping or dealing with this problem unless the public itself organize it and come to the help and support of the Government. There is no simple solution for that, Sir, once a great friend of mine came to me and said, "what are you people doing about;" I can solve this problem in two minutes.. "Sir. give us that Panacea", I said.

لینے والے کا لین اور دینے والے کا دین ۔

So, this is, unfortunately, not the position of this problem. Some people suggest that we should have very severe penalties like cutting the hands or cutting the feet, things like that, My experience with criminal law is, that it is not in the severity of the sentence but it is the certainty of conviction. Each of us should think of our own responsibility and in this case public opinion. Ulema and press/can play a very great role.

Now, Sir, I would take a second subject of corruption, I fully endor their views and would assure the House that we are going to take some ste and on your suggestions Sir, we will associate Members of this very House see how can we deal with this epidemic.

Now, Coming Sir, to the question of narcotics who is that father, who is that brother or who is that citizen of this country, who would not alarmed by the spread of this disease. But Sir, no Government Agency c cope with it, take the example of USA, they are spending billions and billio of dollars to control the narcotics. They have spent trillions actually on prohibition and the result was that they failed and they finally had to give its prohibition. Sir, the point is this how are we going to tackle this proble We are doing it through our government agencies. We are trying to do through colleges, through institutions, and we wish that the this matter deal with this problem that is speading Particularly amongst the young generation. My friend Maulana Samiul Haq also drew attention towar VCR. I also appreciate that there is a great danger in seeing or having VC in private homes and seeing those immoral films which are naturally ruini the morals of the younger generation. On this point also, we are doing o best, Sir, but you must realize, that our borders are so long that smuggli cannot be prevented even with our best efforts. On the other hand, y would appreciate that from 800 tons of opium it has come down to 45 tons the present moment.

Some of my friends have referred to jails. Once upon a time, as a young I was also Incharge of a prison. I entirely agree with them that our prisons reforms. There is Mahmud Ali Report which is under consideration of the Go ment. I fully endorse the views that the jails should be removed from inside th cities. These should be taken outside, so that the contact between the prisoner the citizens becomes limited. On the other hand, Sir, I have always looked criminals as diseased members of our society. So, our jails must do somethi rehabilitate these prisoners who are convicted, so that when they come out, they s come out better citizens with better education than when they had gone in, inste the younger generation going in and coming out as graduate in crimes.

Sir, I would now refer to police. I fully appreciate and understand the po view projected by our honourable Members here. But I must also, say a few w in support of this force. Sir, look at the duties of the police. They are no Army that they parade in the morning and then they go back to their barrack they play in the afternoon. The police is on duty for 24 hours. I need not enum those duties whether there is flood, whether there is fire, whether there is mu whether there is dacoity, whether there is mob control. Sir, their duties are so

I don't think that any appreciation has been given to some of the officers who are
nest and so clean that honestly if I could say

کہ اگر وہ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

on the other hand, please I know those whom you don't know. I know those ers who are honest and clean. But I also know that there is a great deal of corruption existing in this force, and we have to tackle that corruption. I do not say there are no black sheeps but Sir, as far as the corruption is concerned today, ne which is the tree that has not been touched by this wind Sir, I am greatly interes- n a Committee of senior police officers. They have given us their report, their t of view and we are going to have another Committee and I will be very very y and honoured to have Members of this House associated with that Committee, at we can improve and see how the police force can act better and can act effectively and honourably in the interest of Pakistan.

My illustrious friend has suggested that SHOs should be local people, local ers or local Thanidars so that they could control the crimes. I think the suggestion is worth-trying and it has been tried but very often the SHO, who is a local gets involved in the "parajamba", as reported, or in the local Partisanship and not able to administer justice fully well. I fully appreciate the suggestion of riend from Baluchistan that the levy system should be improved upon and be n a further trial. Because they are the people who know the customs and they he people like our Khasadar who are acquainted with the terrain, acquainted with people, acquainted with their problems. So, when we are increasing the police e or dealing with it we shall certainly look in to it and give this suggestion due ideration.

Sir, the law and order situation I fully agree with you and with my Member ds that it is not satisfactory and has not been satisfactory. The crime and law itely need, Sir, looking into how we can improve the crime and law of the country. are there no crimes in the Tribal Area? Why were there no crimes in Swat? were there no crimes in Chitral as said by my friend — Shahzada Burhanduddin. use the laws of those areas were understood and appreciated by the people, the crimes were, therefore, negligible. But, now, with the modern system of courts, defence lawyes, and advocates, all that, I think, has led rather to increase imes than acting as a deterrent. Sir, execution by gallows were introduced in th West Frontier Province by the British and in the first year, four people were ged, and by the time I dealt with that problem, there were 350 people hanged. see, Sir, having dealt with this mercy petitions and things like that in the Frontier ntroduced this Qisas and 'Razinama' business between the parties and the results e excellent. Because when the murderer goes to the family of the murdered and kes Razinama through the local customs or through the 'Pashto' or through the mic court or whatever you may call it, the hatchet is buried and the murder comes n end. On the other hand when you hang a man and his dead-body goes to his

[Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak]

village next day or the 3rd day two more murders are committed to avenge t follow. So, the law of crime, my illustrious friend, the Law Minister is sitting w me, definitely needs a change, if we intend to curtail crimes. My friend from Ba chistan also suggested that a customary law is far more effective than the ordin British law, Sir, I agree with this.

A great deal has been said about the Martial Laws. The moment the Mar Law goos probably we are going to enter in a 'Naldorado' or we are going to en in a Paradise Sir, having been in a Parliament, having experience of political l let me narrate to them the other side. I am not defending the Martial Law, it m go; it has got to go and it will go but, Sir, the moment when Martial Law goos, let not think that the doors of paradise will be opened.

Sir, I was an Ambassador in Kabul and I was staying with Sardar Rashid w was the Chief Minister of West Pakistan. He had given a dinner in my hono When the guests started disappearing at about 11.00 P.M. 4 or 5 MPAs came th and said that they wanted an immediate interview with the Chief Minister. tired though we were; and fed up though we were, they were MPAs, they were hono guests so they were interviewed. So, I said to the Chief Minister, "it is your probl I go". He said, "please sit down". The problem which the MPAs present was that tomorrow morning the certain individual was going to be hanged in a pa cular jail and that the Chief Minister must issue immediate order stopping that ha ing. So, the Chief Minister said, "under what law and what I can do, please tell m They said, "You are the Chief Minister, you can do anything". He said, "I am v sorry. I can do only those things which are permissible by law". Sardar Ras refused and the Members got up and said," "them don't depend on our votes a in future". Sir, those are the problems and none of my elected friends can condra you. When we are there we have many 'Safarishies'. I do not say that you do but the public. I say that now you come to my house and see how many are sitt there. Sir, I am talking of the general people, I am not talking of angels or indi duals.

((Interruptions)

The point is that the moment, the protection of the Martial Law is gone, th have to depend on our own resources. Can we solve the problem of corrupti overnight? Can we solve the problem of unemployment overnight and can solve the problem of law and order overnight? I would like to have the answ If in the administration of 'Kun Fayakoon' (کن فیکون) we could not contr I would like to say how we are going to tackle these problems. These are gigan problems and let us not close our eyes to it. We are public representatives and

ve to face them and face them manly. I am not running away from them but I just telling the House that these are the problems that will be coming to them. ere are problems of students, there are problems of labour, there are problems of ms in students camps and I would like to see how they are going to be tackled, how y are going to be settled. I am not casting aspersions on any one here but I am t putting the problems as I see it as a Member of this House. Today, I am a inister, tomorrow, I may not be a Minister. I will be a Member and I have been six years a Member of Shoora and I have been portraying what was in my heart d I want to take this House into confidence.

Sir, unemployment is a monster. How are we going to solve this monster. ll me whether there is any Member who is not being pressed for jobs; whether ere is any Senator, any Minister who could tell me that there are not 10—20 people king for jobs. Where are we going to get these jobs. The jobs can only come if ere is industrial expansion and if we have industries in the country. I think this hightime that we devote our full attention how we are going to solve this problem. n the other hand a suggestion was made by a friend here that we should create jobs. ully endorse that. I am not an economist and I do not believe in balanced budgets ther. Let us create jobs for the young people who are unemployed and who are eing depicted in this House that they are resorting to crimes . Whatever jobs we eate, let there be employment for the younger generation so that they are away om mischief.

Sir, increase in crimes is also due to that the people may be motivated by political leology and they commit a crime or they commit a dacoity or they should derail omething. Whatever may be their motive, according to law and judging by all andards, they have to be considered as criminals and dealt with as criminals. Sir, am in politics today and I am here, tomorrow, I may be on the receiving end. I elieve, you can play with Hockey rules, you can play with Football rules but in olitics you cannot play by imprisoning the people behind the jails or by curtailing heir liberties. This is my honest opinion. Sir, a friend of ours referred to the 'ori students case.. Let me assure him that the proceedings under Martial Law ave been stayed.

Sir, a friend, I do not know who he was, but he referred to religious tolerance nd provincialism. I fully endorse his views. In the mosque we cannot break our ast on the 'Azan' of a particular Mulla because we are told that on this 'Azan' you annot break your fast. I would request the Ulema-i-Kiram to keep united and nstead of declaring a man 'kafir' if we say 'Ya Muhammad' or we do not say 'Muhammad' they are creating trouble which is leading to a situation that, God forbid, may go just beyond our control because the recent Quetta incident can be repeated anywhere else.

Sir, I would request that instead of pursuing a bigotary and instead of pursuing people who profess some faith or I say something different to mine, we should not

[Mr. Mohammad Aslam Khan Khattak]
consider them as 'kafirs'. In Pakistan, a trend has been that if you do not agree in politics you are a 'traitor' and if you do not agree with a particular dogma you become a 'kafir'. Let us not forget what Quaid-i-Azam said. "Quaid-i-Azam said that from today on-wards there is no Hindu, no Christian, no this or no that; you are all Pakistanis." Let us all think that we are all Pakistanis, let us all unite together in the interest of our country.

Sir, about provincialism, I would like to say a few words. These provinces are not those sacred things that have been created by God Almighty. The British created these provinces. Till 1901 we were part of Punjab and our poetry refers to the Pathans as Punjabis. These boundaries created by the British are not so sacred that we cannot go over them, or cannot go above them, or step over them. We should not confine ourselves in those narrow limitations like the limited liability company with a limited outlook. Unless we unite, unless we begin to think as Pakistanis, unless we begin to think that we have to serve this nation as one people, I feel that our very existence is in jeopardy.

Sir, I need not refer to the happenings that are happening in the East, I need not refer to the happenings in the West, I need not refer to the mechinations of our enemies with resources, with their funds and with their capabilities to destory us. Sir, I have noting more to add except that Pir- Sahib referred to the settled area and the tribal area. Sir, this is also a British creation. What are the tribes? Are the Khattaks not a tribe? Are the Khattaks inferior to any tribe which were beyond the British border? I would like to challenge anyone challenging this question. The point is that the British created a kind of difierence between the Pathans. On this side we were in the settled district and on that side they were in the tribal area but the happenings to which Dir Sahib referred to are really becoming a kind of cancer and I think we will have to take it up with the provincial government that something must be done to stop this, otherwise it can lead to what he said, a very serious tribal warfare between them. Sir, with these words I thank you and the House for the noble suggestions that have come from honourable Members and I assure them that we shall implement them to the best of our ability. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you very much. This, honourable Member, brings us to the end of discussion on the internal situation in the country. Now, we take up the legislative business. Yes, the Minister for Justice and Parliamentary Affairs.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Thank you Mr. Chairman. This Motion is already before the House.

Mr. Chairman: Would you like to say something on this?

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, with your permission I would like to say a few words. Mr. Chairman, Sir, the Modarba Companies and the Modarba Floatation and Control Ordinance, 1980 was promulgated to provide for matters relating to

gistration of Modarba Companies and the Floatation, Management and Regis-ation of Modarbas. As defined in the Ordinance, a Modarba means a business which a person participates with his money and another with his efforts or skill both his efforts and skill and a Modarba Company means a company engaged the business of floating and managing the modarbas. Section 19 provides for e cancellation of registration . and entitles a company with the registration of nich has been cancelled to prefer an appeal to the Federal Government. Sir, ction 22 of the Ordinance relates to the voluntary winding up of Modaraba with e approval of the Registrar, and entitles Modaraba Company to prefer an appeal the Federal Government. Sir, the Federal Shariat Court has directed that the ovisions be made in the aforesaid sections for the opportunity of being heard, eing afforded to the appellant before the appeal is decided by the Federal Govern-ent. The Bill seeks to make the necessary amendments in the two sections in cordance with the direction of the Supreme Court. Thank you, Sir.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Mr. Chairman, Sir, on the 6th of opening day I had ised some legel issues with regard to the 8 Ordinances which are going to lapse the 13th, 14th or 17th. And the question I had raised was that these Ordinances d been issued under Article 89 of the Constitution by the President. The question had raised was that the President took oath under the Constitution in accordance ith Article 41, sub-article 7, on the 23rd of March, 1985. The amendment in the onstitution was brought on the 2nd of March, 1985. A large number of Articles of e Constitution were re-activated on the 10th of March, 1985 including the schedule rtaining to the oath and, therefore , between the 10th of March, 1985 and the 23rd f March, 1985, the President could exercise the powers under 89 of the Constitution nly with the aid of Chief Martial Law Administrator Order 1977, (CMLO I of 1977) one could also say PCO of 1981. But the President could not exercise the powers irectly under Article 89 unless he had taken the oath. Therefore, these Ordinances, say the least, are not Ordinances under the Constitution of 1973. They are rdinances under the Supra Constitutional powers and have become permanent tatute and, therefore, the Minister of Justice was not right, in my humble view, to ke a Bill in the National Assembly and ultimately bring it here so that these bills ould be passed as it is the requirements of Article 89 and unless this point is made lear, my humble view, is, that the exercise will be in futility.

Mr. Chairman: Thank you very much. The point indeed was raised and I ad requested both the Law Minister and also the Attorney-General to Speak on the sue and be prepared for this. I do not know whether the Minister for Justice ould like to reply or shall we request the Attorney-General to do so.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, the Attorney-General will give his views on this ssue.

Mr. Chairman: Right. May I request the Attorney General to please inform he House on the legal position.

Mr. Aziz Munshi (Attorney-General): Thank you Mr. Chairman. Ac the learned Member himself has made a statement on the floor of the House tha Ordinances have been validly made by the President in exercise of the powers ferred under the Proclamation and The Provisional Constitutional Order and Laws (Continuance in force) Order. Having done that the only question w remains unsolved is that if the Ordinances have been put before the House and on the table of the House, it is only by way of abundant caution. The positic that General Zia-ul-Haq became President and took oath under the Revival O on the joint sitting on 23rd of March, 1985. May I draw the attention of this H to the provision of Revival Order, relevant provision, which provides this 'Notv standing anything contained in this Article or Article 43 or any other Article o Constitution or any other law, General Zia-ul-Haq in consequence of the resu the Referendum held on the 19th day of December, 1984 shall become the Presi of Pakistan on the day of the first meeting of Majlis-i-Shoora in Joint Sitting summ after the elections to the Houses of Majlis-i-Shoora and shall hold office for a t of five years from that day under Article 44 and other provision of the Constitu shall apply accordingly.'

Now, according to this Revival Order, the President became the Constituti President on the day of the Joint Sitting. These Ordinances were promulgatec the 13th of March, between 13th and 19th of March, 1985. The question is that learned Member says that these were validly promulgated by the President in exer of the powers as Chief Martial Law Administrator and President in pursuance of Proclamation and The Provisional Constitutional Order and The Laws (Continua in force) Order. If they have been validly promulgated and if by way of abunc caution they are laid before the House there is no impediment in passing these O nances. This is for removal of doubt. There is some substance in the conten that these have already been validly promulgated by; the Presient. The ques also arises that on the 10th of March, 1985 provisions of the Constitution came play by virtue of the promulgation of the Notification. So it is not entirely with caution or it is not entirely without any basis of the Ordinances have been laid be the House, it is always better to act in legislation with caution. If there is no ob tion taken to the legality of the Ordinances themselves there should be no objec to a step which is only taken by way of abundant caution by the Law Division. Th fore, I would say that since the authority of President Zia-ul-Haq in promulga the Ordinances is not questioned, but is already admitted, the House may cons the question of just passing the Ordinances as they are because there is no o technical impediment in passing the Ordinances.

This is what I would submit in reply to the queries raised by the learned m ber. Now as far as the rest of the questions are concerned they are not in controve and, therefore, I would say that without entering into any further questions, legislative business may be proceeded with and this is only by way of abunc caution.

Mr. Chairman: Would you like to comment?

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: I facilitated the task of the Attorney General to say hat I have conceded that these Ordinances have been validly made, I do not say hat. They are Ordinances under Article 89 of the Constitution and they perforce isibly have been promulgated under 1973 Constitution. I say they cannot be alidated. If you want to validate it, the law is that if the power is there and if there s a misdiscretion of power then you validate the document. It is for this reason hat I say that these Ordinances can be considered to be deemed valid Ordinances ecause the President had the power under the proclamation. But if you are introducing these Bills because the Justice Minister say that they are going to lapse then ou are saying that these are Ordinances under the Constitution. I say they are not nder the Constitution and if you concede that I am correct on the issue then here is no question of hurrying up the legislation so that on the 11th or 14th or 17th he law should be made otherwise the Ordinances would be lapsed. Either there hould be a categorical statement by the state that indeed they are deemed to be Ordinances no extra Constitutional power read with 89 and, therefore, we are going o legislate. If they are sticking to the proposition that they are lapsing on 14th or 7th then they cannot be accepted because that is a wrong proposition.

It was an ill-dvice. There was no question of abundant caution. You have egislated under wrong advice under Article 89. Why did you do that when the President had not taken the oath. You could have delayed it by another three or our days and have promulgated on the 24th and then they would have been replaced fter four months. But if you have done it between the 10th and 23rd they are permaent Ordinances and actually they do not require any amendments. These amendents produced by these Ordinances on the 13th or 14th and 17th are permanent tatute. Why the public expenditure should be incurred when Statute already tand amended by a permanent Statute. Why should the Bill go to National Assembly and waste the public money?

Mr. Chairman: I think what the honourable Member wants, of the Attorney General or for that matter of the Justice Minister is to identify exactly whether these Bills or rather the original Ordinances were promulgated in exercise of the Super Constitutional powers of the President as Chief Martial Law Administrator, that is, y virtue of the authority vesting in him, or which he assumed, under the proclamation f the 5th July, 1977, the laws (Continuation in Force) Order followed by the 1981 Order—I think it is P.O. 14 of 1981 or whatever-whether it was under those Orders hat the Ordinances were promulgated, and if that is the situation, then it is perfectly lear, as far as our laws are concerned that that was a complete act in itself and does ot require any further endorsement either by the National Assembly or by the enate. On the other hand, if the Ordinances were enacted or are assumed to have een enacted under the Constitution itself, then the Honourable Members point is hat the President had not taken oath by the time that you say, that he promulgated or gave assent to these Ordinances in his capacity as the Constitutional President. think this is the point at issue and you have to identify the exact status of the Bills.

[Mr. Chairman]

Somebody has to make up his mind, that would facilitate the task of this House ar also of the Legislative Assembly. If we take them as valid laws already then all yo may have to do is to protect them subsequently in the same manner as you will hav to protect many of the other Ordinances and laws, passed by the President in h capacity as Chief Martial Law Administrator, by virtue of the powers enabling hi to do that under the proclamation.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I think the contentions raised by my learned frien are correct. In fact they have been conceded almost in substance by the A torney General. The President became the President after he took oath on th 23rd March and then he became amenable to the authority under the Constitutio of 1973. And anything done by the President earlier than that between 10th March and the 22nd of March, those were done under the proclamation of the 5th July 1977 and therefore, those are not required to be validated by this House. S many other Acts, so many Ordinances and so many Presidential Orders, all thos have not come before you. Sir, I think, it is probably a very substantial point an is worth your consideration.

Mr. Chairman: Let me put it differently—and then addressing a member wh wanted to speak, just one minute I will give you a chance—The Attorney General ha mentioned that the Law Ministry or the Justice Ministry resorted to this device (placing the ordinances before the House) by way of abundant caution. The 'abu dant caution', I think, is altogether a different invocation. Here is the question identity of a particular instrument and the capacity of those who promulgated If you say that it was promulgated by the President in his capacity as the Chief Marti Law Administrator and all the powers enabling him in that behalf, then it is a total complete Act. It does not require the exercise of abundant caution any furthe But if you say that this is not the position, then I think, the abundant caution questio may come into play. It has then to be treated as a Law under the Constitution und its Article 89, and then of course it assumes a different complexion. And this actually the objection of the honourable Members Mr. Zahoorul Haq. Professo Khurshid Sahib you were asking for the floor.

Professor Khurshid Ahmad: Mr. Chairman I feel that this concept of abunda caution has been extraneously brought into the debate. Although we are gratef that if the Law Ministry was really so concerned with the questions of abunda caution, they brought only the 8 Ordinances. Otherwise, out of this concept abundant caution, they could have brought in all the hundreds of Ordinances th were promulgated before that. I think that you have very rightly said this is a ve important legal issue and it can be decided only on legal basis. Certainly I wou like to say that it is not a question of opinion of the Justice Minister or the Advoca General. We will have to see what authority was invoked in the original Ordinanc as they were promulgated. It is a question of fact, let us go to the document and s whether the President invoked his authority from the Constitutional amendment from the Proclamation of 5th July, 1977. It is as simple as that.

Mr. Chairman: You are quite correct. I was myself searching for the docu-nt, to see how the original Ordinances and their preambles were worded. Whe-r they state that the President promulgated them in exercise of powers so and so. fortunately. I have not got them. Would you kindly read one of them out.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Yes Sir and that was the reason that I raised this point. reads: 'Now, therefore, in exercise of the power conferred by clause I of Article 89 the Constitution, the President is pleased to make and promulgate the following dinances.' It is absolutely clear, this is Article 89 of 1985, the first one which has en thrust upon by the Justice Minister.

Mr. Chairman: Would you read the complete preamble?

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Reading 'Whereas it is expedient to amend the Moda-ba Companies and Modaraba (Floatation and Control) Ordinance, 1980 *i.e.* 31 of 80 for the purpose hereinafter appearing. And whereas the National Assembly not in session, and the President is satisfied that circumstances exist which render necessary to take immediate action. Now, therefore, in exercise of the powers nferred by Clause I of Article 89 of the Constitution, the President is pleased to ake and promulgate the following Ordinances.'

Mr. Chairman: And the Ordinance is signed at the end by whom and in what pacity?

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: By the President of Pakistan Zia-ul-Haq. Sorry, the rdinance which is signed Sir, is or must be with the Law Ministry but it has been igned by President Ziaul Haq.

Mr. Chairman: Just President Ziaul Haq?

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Yes Sir, and this is dated 13th of March, 1985. So pparently by reading the preamble and this motion it is nothing but invoking Article 9 of the Constitution. The National Assembly is not in session, circumstances xist to bring about the legislation at an early date, therefore, he had invoked rticle 89.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, my submission is that at present the Ordinances ave been laid down under the requirements of the Constitution. The validity f the laying down cannot be challenged at this stage. However, the Senate is ealing it as a Bill, but as far as the question which was raised by my learned Honourable Member from Peshawar, I will make my submissions tomorrow mor-ing on this specific issue as to. Whether the President could promulgate these Ordinances before taking oath or not?

Mr. Chairman: I would request that you may advise the House and also me on this particular issue whether the laws have been validly made. Also, that we

[Mr. Chairman]

are dealing with laws which have alrady been endorsed and passed by the Nation Assembly. They have come to us for consideration, we can come to an independen decision on them on merit, we can do something other than what was done by c accomplished in the National Assembly. The question simply would be that if th procedure adopted or legality of the laws is in doubt should that be challenged i court or is the Senate competent to decide such issues here? Further, while we ar dealing with bills which we have received with recommendation of the Nationa Assembly, and our rules provide that we have to deal with them as bill the legalit or the vires of the entire thing has been challenged. Is it for the Senate to challeng this and can the Senate come to that decision? Or is it a matter the legality of whicl should be questioned in a court of law? Kindly advise us on that issue also tomor row.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Point of Order Sir, if I am not wrong the validity o the Ordinance is not being challenged by my learned brother.

Mr. Chairman: I think it has been challenged.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I thought that he said that if it had not been unde the 1973 Constitution but under the powers vested in the President under th Proclamation the Ordinances need not come to us or the National Assembly as thos would thus become a permanent law.

Mr. Chairman: This is what he said actually, provided they had been promulgated by the President in his capacity as the Chief Martial Law Administrator and President under his power under the Proclamation of 1977 or PCO 1981.

Professor Khurshid Ahmed: While you have been kind enough to formulate the issue for the Justice Minister and the Attorney General whether a law of this nature can be challenged or discussed and accepted or rejected by the Senate or we have to go to the Court of Law. I think the second issue should also be considered and i.e. is it possible for this House to consider a law which might have been a bad law ab initio. Nonetheless can it be considered as a fresh law, fresh proposal from the Government so that we do not create any awkward situation for the Government. On the face of it, it seems that all these ordinances are bad in law *ab inito* and as such either they do not exist or they would have to be thrown out. PBut the second question that I want to put to the Law Minister is that whether it is possible that even if these ordinances were bad Law, is it possible for the House to consider them as fresh Government proposals and then see what can be done.

Mr. Chairman: I have said that what I proposed to the Justice Minister, in that this very question which you havein mind was also included. This is may impression, but I think you have heard Prof. Khurshid Sahib also......

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, my submission is that the point you have taken as Chairman of the Senate is also very substantial point. I only speak from memory. ink. in Indian Legislature, substantial questions of vires of the statute are not t with by the Chair but they are left to be dealt with by the Courts of Law.

(Interruption)

Mr. Chairman: This is a task or area of responsibility which we are requesting Justice Minister and the Attorney General to look into afresh but those of you those of our other colleagues, who have knowledge of the constitutional law, re more familiar with parliamentary practices may who kindly study it on your so that tomorrow we can come to some conclusion, on this very important issue zing that it is not our intention to create any embarrassment for the Government create a hurdle in the normal functioning of the Government in any particular ner. At the same time, as I think I advised the House on the very first day, our duty that the laws which the Senate endorses, should be the correct laws and should withstand then scrutiny that they are the best laws, as I said in my opening rks they are laws without any defect.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir at 9.30 tomorrow, it is too early, Please give us time to the library because we don't have our personal libraries here.

Mr. Chairman: The library is open and we can keep it open for the whole of afternoon.

Mr. Hasan A. Shaikh: I have also some other engagements, may beat 10 O'clock.

Mr. Chairman: 10 o'Clock will be too late. I think, we can do it at 9.30 if 9.00 early for you but first hour is Question Hour also and it must also be remem-. So whatever you suggest I will follow that course. Shall we start the Question at nine or at 9.30?

(Many Vaices at 9.30, 9.30 from the House)

Mr. Chairman: 9.30 alright. Then, I think we defer it.

Attorney General: With your permission Mr. Chairman, Sir, may I clarify e I am sure my learned friend from Peshawar has no misgivings about this made it very clear and that according to him he does not question the validity e Ordinances having been promulgated by the President Zia-ul-Haq and he f gave the reasons that in pursuance of........

Mr. Chairman: No. The question is different; whether it is Ordinance or nder the Constitution?

[Mr. Chairman]

Attorney General: He only says that whether it is necessary to lay it before House or not? That is the question.

Mr. Chairman: No, that is also not the point. What he says is that if the I was passed by the President, in his capacity as the Chief Martial Law Administra by virtue of all the powers he has in the various enactments starting from the 5tl July, 1977 proclamation, then , this was a complete enforcible, implementable, or law and nothing further has to be done about it. But since as he read out was not promulgated by the President in that capacity, it was promulgated by President in his capacity as the Constitutional President under the Constitu then, of course it creates a problem, that the President by that time had not taken oath and this is what you have to address yourself to. So, I think we adjourn House to meet tomorrow at 9.30. Thank you very much and I hope all of will be attending the dinner tonight. Thank you.

[The House adjourned to meet again at half past nine of the clock in the mor on Wednesday, July 10, 1985.]

PCPPI–4505(86) Senate–23-2-86–300.